لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون

السخی حبیب اللہ

اسلاف کا جذبۂ ایثار

By:

Fatima batool

ادارہ نجم الہدیٰ للبنات جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ

پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد فون : 0300 6661755

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آرزوئے فاطمہ

اے رب دو جہاں !

اس جہان خواب میں

زیارت محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور

اس جہان حساب میں

شفاعت محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نصیب فرما۔

امیدوار

شفاعت محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فاطمہ بتول

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم
امابعد
فاعوذباللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومما رزقناھم ینفقون یعنی اہل ایمان اللہ کریم کی دی ہوئی روزی رزق سے خرچ کرتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ ان کی اس صفت کا تذکرہ اس طرح ہوا ہے۔ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم یعنی ان کے مالوں میں مانگنے اور نہ مانگنے والوں کا حق مقرر ہے۔

انفاق یعنی اللہ کے راستہ میں کشادہ دلی اور بلند حوصلگی سے خرچ کرنے کا بڑا مقام ہے۔ ضرورتمندوں' محتاجوں میں بے تحاشہ اور بے تکلف و بلاتردد' ذوق وشوق سے خرچ کرنا انفاق کہلاتا ہے' ہم اس جگہ انفاق کے متعلق کچھ عرض کریں گے۔

انفاق فی سبیل اللہ ایک بلند حوصلہ اور فیاض وسخی انسان کا کام ہے' لیکن آج کل ہم دیکھ رہے ہیں کہ اہل دنیا کو بدنی عبادات آسان ہیں لیکن مالی عبادات یعنی فی سبیل اللہ انفاق وخیرات بہت مشکل ہیں حالانکہ قرآن کریم نے انفاق پر بار بار زور دیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد فرمایا۔ یاایھاالذین امنو انفقو امما رزقنا کم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ والکافرون ھم الظالمون یعنی ہم نے تم کو روزی دی ہے اس دن کے آنے سے پہلے جبکہ کوئی تجارت کوئی دوستی کسی کی سفارش کام نہ دے گی اور کافر دراصل بڑے ظالم ہیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم یعنی ان لوگوں کی مثال جو اللہ کریم کے راستہ میں خرچ کرتے ہیں اس دانہ کی سی ہے جس نے سات بالیاں اگائیں ہوں ہر بالی میں سو دانے ہوں اور اللہ کریم جسے چاہتا ہے اس سے زیادہ دیتا ہے اور اللہ قادر وکریم بڑی وسعت والا اور جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ کریم کے بینک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے وہ گویا ایک زرخیز زمین کی کھیتی میں بودی جاتی ہے اس زرخیز زمین میں گیہوں کی تنہ پودا میں سات بالیاں آجاتی ہیں اور ایک ایک بالی کے خوشہ میں سو سو دانے ہوتے ہیں تو اس طرح ایک دانہ سے سات سو دانے ہو گئے اس طرح سو دانے بوئے جائیں تو اس حساب سے ستر ہزار دانے ہوئے تو خدائی بینک کا عطیہ ستر ہزار نکلا اور آیت کریمہ میں ارشاد ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے۔ اس کو وسعت وبرکت دینے والا وہی ہے' وہ خوب جانتا ہے کہ اس عظیم وسعت وبرکت کا مستحق کون شخص ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔ وماتنفقوامن خیر فلا نفسکم وماتنفقون الا ابتغاء وجہ اللہ وما تنفقوا من خیر یوف الیکم وانتم لا تظلمون یعنی اور جو بھی مال خرچ کرو گے اس کا بدلہ تمہیں ملے گا اور نہ خرچ کرو مگر اللہ کی رضا کے لیئے اور جو مال بھی خرچ کرو گے اس کا پورا پورا بدلہ ملے گا اور تم پر ذرا بھی ظلم نہ ہو گا۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیۃ فلھم اجرھم عند ربھم ولا خوف علیھم ولا ھم یحزنون یعنی جو لوگ اپنا مال رات دن اور کھلے و پوشیدہ خرچ کرتے رہتے ہیں ان کا اجر ان کے خدا کے پاس محفوظ ہے انہیں نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ قل یعبادی الذین امنو یقیموا الصلوٰۃ وینفقوا مما رزقناھم سرا وعلانیۃ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلل یعنی اے نبی ﷺ فرما دیجئے کہ اے بندگان خدا جو اصحاب ایمان ہو نماز قائم کرتے رہو اور ہماری دی ہوئی روزی میں سے خرچ کرتے رہو پوشیدہ و علانیہ طور پر اس دن کے آنے سے پہلے تک کہ ہر خرید و فروخت اور ہر طرح کی دوستی ختم ہو جائے گی۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔ وما انفقتم من شئی فھو یخلفۃ وھو خیر الرازقین اور جو بھی تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کا نعم البدل عطا کرے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

غرض اس طرح کے بیشمار آیات کریمہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ ہر مومن بندہ کے جذبہ انفاق کو ابھارتا ہے حق تعالیٰ ہم سب کو دینی ضرورتوں، حاجتمندوں اور پریشان حال لوگوں میں خرچ کرنے کا حوصلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

☆ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ خرچ کرنے والوں کیلئے فرشتے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس خرچ کرنے والے بندہ کو تو اپنے فضل و کرم سے نعم البدل عطا کر۔ محبوب دو جہاں ﷺ اور صحابہ کرام اور ائمہ سلف انفاق پر عامل تھے اس سلسلہ میں چند واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ محبوب کریم ﷺ کے پاس ایک سائل آیا، راحت دو جہاں ﷺ نے اس کو ایک درم دیا، اس نے کہا محبوب دو جہاں ﷺ کی اتنی بڑی ہستی ہے اور صرف ایک درم کا عطیہ، اس کا انداز کچھ ناشکری کا تھا۔ اس کے بعد ایک اور سائل آیا۔ جان کائنات ﷺ نے اس کو بھی ایک درم عنایت کیا وہ بڑا خوش ہوا اور پرخلوص شکریہ کے انداز میں گویا ہوا۔ ھذا درھم من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ازال اتبرك بہ ولا افارتھا ابدا یعنی یہ پیارے نبی کا تحفہ ہے اب میں اسے ہمیشہ بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا اور کبھی اس کو علیحدہ نہ کروں گا۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے خوش ہو کر پچیس درہم اور بھی عطا کئے۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ سخی اللہ کریم کے قریب ہے، لوگوں کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے، آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، جنت سے دور ہے اور دوزخ کی آگ کے نزدیک ہے۔ جاہل سخی اللہ کریم کو زاہد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

محبوب چیز کو راہ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک بار اپنی لمبی بیماری کے بعد صحت یاب ہوئے تو اپنی اہلیہ سے کہا کہ مجھے

مچھلی کھانے کا شوق ایک مدت سے ہے اگر بازار میں مل جائے تو بنالو۔ اہلیہ نے کہا آپ نے اپنے شوق کا اظہار اتنی دیر سے کیوں کیا؟ فرمایا کہ تم میری بیماری میں کافی دردمند اور پریشان تھیں تم پر مزید باورچی خانہ کا بار کیوں ڈالتا' لیکن اب مجھے فرصت ہے مچھلی مل جائے تو پکالو' بیگم نے غلام کو بھیجا کہ مچھلی لے آؤ مگر مچھلی نہ مل سکی' کئی دن تک مسلسل تلاش رہی' ایک دن بازار میں بہت اچھی تازہ مچھلی مل گئی' بیوی نے خوب عمدہ مرغن بنایا اس کے ساتھ پراٹھا وغیرہ بھی بنایا۔ خوان میں سجا کر سب کھانا باہر بھیج دیا جیسے ہی خوان آپ کے سامنے رکھا گیا' ایک سائل نے صدا لگادی' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے وہ پورا خوان اٹھا کر سائل کے پاس بھجوانے کا عزم کرلیا' تو اہلیہ جو پس پردہ کھڑی تھیں کہنے لگیں کہ مچھلی تو آپ کو بے حد پسند ہے اور مرغوب خاطر ہے' آپ اسے کھایئے' ہم سائل کو اس پورے خوان کے عوض پوری قیمت دے دیں گے' فرمایا کہ ہاں جو اس کی قیمت ہو لے آؤ۔ اب جب رقم آ گئی تو پورے خوان کو مع رقم کے غلام کے حوالہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ادنمیہ جمیعاالی السائل یعنی قیمت اور یہ کھانا سب کچھ سائل کو دے دو۔ بیوی نے کہا کہ کم از کم آپ نے مچھلی ہی کھالی ہوتی جس کے کھانے کا آپ کو بے حد اشتیاق تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ قرآن پاک میں ایک حکم موجود ہے۔ لن تنالو البر حتی تنفقو مما تحبون یعنی نیکی کے ملنے کا مدار اپنی محبوب ترین چیز کے خرچ کرنے پر ہے۔

آج عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ محبوب چیز مچھلی تھی اس لئے میں نے محبوب مال اللہ کریم کی راہ میں خرچ کردی۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جو سائل اللہ کے نام کا واسطہ دے کر کوئی حقیر چیز مانگے اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے کہ اللہ کی جلیل و عظیم ہستی کو کیسی کیسی چھوٹی چیزوں' روپیہ پیسہ کیلئے استعمال کرتا ہے۔ پھر فرمایا اس شخص پر بھی اللہ کریم کی لعنت نازل ہوتی ہے جس نے اللہ کریم کا واسطہ کسی سائل سے سنا پھر اللہ کے نام پر اس سائل کو کچھ نہ دیا۔

محروم کی امداد

اہل ایمان کے مال میں جس طرح سائلوں اور مسافروں کا حق ہے۔ اسی طرح محروم و مفلوک کا بھی حق ہے۔ محروم اس شخص کو کہتے ہیں جو مال و متاع سے تہی دست ہے لیکن دست سوال دراز نہیں کرتا اس کی غیرت اسے سوال کرنے کی اجازت نہیں دیتی۔

آج کے مادہ پرستانہ دور میں ایسے بہت کم لوگ ہیں جو بلا طلب و بلا سوال مستحقین کی خاموشی سے مدد کریں۔ کاش! آج یہ پاک جذبہ مسلمانوں میں بیدار ہو جاتا تو معاشرہ کی کتنی اچھی اصلاح ہوسکتی۔ حضرت عائشہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ خاموشی سے اپنے اموال کو غیروں کے توسط سے ایسے محرومین و مستحقین کے پاس پہنچادیتے تھے اور یہ تاکیدی حکم دیتے تھے کہ ہمارا نام ان حضرات پر ظاہر نہ کیا جائے صرف ان کی مدد و مساعدت کے لیئے ہمارے پیسے دے آؤ اور دیکھو وہ ہمیں کیا کیا دعا دیتے ہیں؟ لوگ ان کی دعائیں اپنے قاصدین سے معلوم کرتے پھر انہیں کے الفاظ میں ان کو بھی دعائیں دیتے کہ دعا کے بدلے دعا ہو جائے اور صدقہ کا اجر محفوظ رہے۔

☆ حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ مشہور سخی وسائل نواز گذرے ہیں آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ نادار مسکین کی خدمت ومساعدت کے لیئے آپ خاموشی وسناٹے کے عالم میں گلیوں میں نکل جاتے اور روٹیوں کے بورے اور نقدا اپنی گردن پر لاد کر رات کی تاریکی میں یہ پریشان حال شخص کے گھر پہنچتے اور خاموشی سے روٹی کا پڑیہ نکال کر ایسے گھروں میں اوپر سے ڈال آتے اور نقد بھی پھینک دیتے۔

محرومین کی خاموش امداد کا یہ کس طرح بہترین طریقہ تھا دور سلف میں اہل اللہ اپنے اموال کے ذریعہ تہی دست اور گمنام اور بے سوال لوگوں کے ساتھ کتنا بہترین سلوک کرتے تھے۔ آج کے دور میں مسلمانوں میں یہ کارنامے بالکل مفقود ہیں الا ماشاء اللہ' پڑوسی کے بچے بھوک سے تڑپ رہے ہوں گے مگر اس کی پرواہ نہیں۔ یہ شعر ہمارے ماحول پر کتنا ٹھیک آتا ہے۔

گودام بھرے ہیں غلوں سے
بھوکوں کے شکم خالی خالی

☆ خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے کہ امام داؤد طائی سخت بیماری کے بعد جب شفایاب ہوئے تو ان کی والدہ نے کہا! بیٹے آج تمہارے لئے عمدہ کھانا' قورمہ پراٹھا وغیرہ بناؤں گی تم شوق سے کھاؤ گے۔ امام داؤد طائی نے کہا ضرور پکائیے امی جان' جب کھانا تیار ہو کر سامنے آیا تو ایک سائل نے سوال کردیا' حضرت امام نے کہا یہ کھانا سائل کو دے آؤ' ماں پردہ کے پیچھے کھڑی تھیں کہنے لگیں بیٹا تم نے کچھ بھی نہیں کھایا۔ امام صاحب نے فرمایا فمن اکلہ غیری ؟ یعنی میرے سوا کسی نے اس کو کھایا؟ مطلب یہ تھا کہ اگر میں خود کھاتا تو بھی مجھ ہی کو نفع ہوتا اور سائل کو دے دیا تو بھی مجھ ہی کو اس کا نفع واجر ملے گا۔

☆ دوسرے دن ان کی لونڈی نے بہت عمدہ فالودہ بنایا اور کہا کہ آپ اسے ضرور کھایئے ہم نے اسے بہت لذیز اور مرغوب طبع بنایا ہے' اتنے میں آپ کو کچھ یتیم بچے یاد آگئے تو آپ نے اپنے ملازم کے ذریعہ یتیموں تک پہنچا دیا جو غایت شرم سے کسی کے سامنے دست سوال دراز نہیں کرتے تھے' ان کی لونڈی نے کہا کہ آپ نے آج بھی نہیں کھایا' حضرت داؤد طائی نے فرمایا کہ اذا اکلتہ کان فی العش واذا اکل ھولاء الایتام کان عند اللہ مذخورا یعنی میں اگر کھالیتا تو وہ تھوڑی دیر بعد بیت الخلاء کے حوالہ ہو جاتا اور جب یتیم بچے کھائیں گے تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر ہمارے لئے محفوظ ملے گا۔

☆ تیسرے دن پھر ان کی والدہ نے ان کے لیئے حریرہ بنایا اور کہا کہ دیکھو بچے یہ حریرہ بوقت بیماری ایک قیمتی غذا ہے اس کو تم ہی استعمال کرنا حریرہ جب سامنے رکھا گیا تو آپ کو اپنے پڑوسی محلّہ کے مفلوج ومجذوم' لولے لنگڑے یاد آگئے' آپ نے پورا خوان ان کے پاس بھیج دیا' ماں یہ سب تماشہ دیکھتی رہی' ضبط نہ کرسکیں اور بول پڑیں کہ ان مفلوج ومجذوم حضرات کو دینے وکھلانے سے کیا فائدہ ہوگا؟ ان کی زبانیں کٹی پھٹی ہیں ان کو ایسے نفیس ترین حریرہ کا کیا مزہ ملے گا؟ حضرت امام داؤد طائی نے کہا ولکن اللہ یدری یعنی میرے خدا کو تو پتہ چل جائے گا اور ان کو تو اس عطیہ کی قدر ہو جائے گی کہ میں نے مخلصانہ اور مومنانہ طور سے

حریرہ کو اپنے پاس سے الگ کر دیا ہے۔

ہمارے علماء وامراء کیا آج کے دور میں سائل ومحروم کو اس طرح نوازتے ہیں؟ کیا ان کی دلجوئی وقدردانی اسی طرح کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں؟ قدردانی ودلجوئی تو دور کی بات ہے آج غریبوں سے سیدھے منہ بات تک نہیں کی جاتی ہے۔ دینے کی بات ہی الگ ہے۔ آج غریبوں کا خون چوسا جارہا ہے ان کی گاڑھی کمائی اور پسینہ میں شرابور محنت سے اہل ثروت مستفید ہورہے ہیں اوران کی بے چارگی ومفلسی میں اپنی دولت خرچ کرنے کے جذبہ سے محروم ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ثروت کے اس طرز عمل پر کیا خوب تنبیہ کی ہے۔

سرما کی ہواؤں میں عریاں ہے بدن اس کا
دیتا ہے ہنر جس کا امیروں کو دوشالہ
امید نہ رکھ دولت دنیا سے وفا کی
رم اس کی طبیعت میں ہے مانند غزالہ

اہل ایمان سے سخاوت وانفاق کا مطالبہ

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ یاایها الذین انوا انفقوامما رزقنا کم من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیه ولا خلتی ولا شفاعتی والکافرون هم الظالمون یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جو ہم نے تم کو روزی دی ہے اس میں سے اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے جس دن نہ کوئی خرید وفروخت کا موقع ہوگا اور نہ کوئی بھی دوستی کام دے گی اور نہ کسی کی شفارش چل سکے گی اور کافر ہی ظالموں میں سے ہیں۔

آیت کریمہ میں انفاق کا زبردست تقاضہ کیا جارہا ہے اور پوری ملت کو مخاطب کر کے انہیں انفاق کا حکم دیا جارہا ہے اور تنبیہ کی جارہی ہے کہ قیامت سے پہلے ہی اپنے تمام کام مکمل کرلو ورنہ پھر موقع نہیں، کیونکہ وہ نیکیاں کمانے کا نہیں بلکہ بدلہ پانے کا دن ہے، جن لوگوں نے خلوص نیت اور فراخدلی سے خرچ کیا ہوگا انہیں قیامت کے دن بڑا اجر ملے گا۔ اس ہولناک میدان میں جہاں صرف سوا نیزے کی بلندی سے سورج حرارت ڈال رہا ہوگا، انہیں سکون واطمینان کی نعمت عطا کر دی جائے گی ان پر کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہوگی دنیا میں بھی انہیں دلی سکون واطمینان ہوگا۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ الذین ینفقون اموالهم فی سبیل الله ثم لا یبتغون ما انفقوا مناولا اذی لهم اجرهم عند ربهم ولا خوف علیهم ولا هم یحزنون یعنی جو اپنی دولت اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، پھر اس کے خرچ کے پیچھے نہ تو احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے پاس ہے اور نہ ان کو کوئی ڈر ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بلند مراتب ومدارج کے حصول کے لیئے راہ خدا میں خرچ کرنا بہت ضروری ہے لیکن اس خرچ کے پیچھے کوئی

ناپاک جذبہ نہ کام کر رہا ہو یعنی کسی کو کوئی چیز دے کر احسان یا اس کے دباؤ سے کوئی کام لینا قطعی درست و مناسب نہیں ہے جو کچھ دیا جائے وہ خالص رضائے الٰہی کے لیئے ہو جبھی اس کا بہترین انجام بھی نکل سکتا ہے ورنہ پھر ایسے اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں جن میں خلوص نہ ہو۔

انفاق فی سبیل اللہ کی خیر و برکت

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے صرف یہی فائدہ نہیں کہ حکم الٰہی کی تعمیل ہوتی رہے بلکہ یہ انفاق موجب خیر و برکت بھی ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل الله کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلت مائة حبة والله یضاعف لمن یشاء والله واسع علیم یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مال کو اللہ کریم کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ایک دانہ کی ہے جس سے سات بالیاں نکلتی ہیں اور ہر بالی میں سو دانہ ہے اللہ تعالیٰ جس کے لیئے چاہتا ہے بڑھا دیتا ہے اللہ کشائش والا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

یہ ہے انفاق کی خیر و برکت جو پروردگار عالم اپنے بندوں کو اس خرچ کے طفیل عطا کرتا ہے اسی پر حد نہیں ہے۔ ارشاد ہے والله یضاعف لمن یشاء اللہ قادر و کریم جس کو چاہتا ہے اس سے بھی زیادہ عنایت کرتا ہے۔ یہ عنایت کرنا اس کے لیئے کچھ مشکل بھی نہیں ہے وہ خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنی اچھی نیت سے دیا ہے۔ قرآن کریم میں اچھی نیت سے پاکیزہ مال خرچ کرنے والے کے لیئے مثال آئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ ومثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات الله وتثبیتا من انفسھم کمثل حبة بربوة اصابھا وابل فاتت اکلھا ضعفین فان لم یصبھا وابل فطل والله بما تعملون بصیر یعنی ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی راہ میں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیئے دل کی مضبوطی سے دیتے ہیں ایک باغ کی سی ہے جو کسی ٹیلہ پر ہو اس پر مینہ پڑا تو اس نے اپنا پھل دوگنا کر دیا اور اگر مینہ نہ پڑا تو اوس ہی پڑی اور اللہ کریم تمہارے کام کو دیکھتا ہے۔

اس مثال میں ٹیلہ کی اونچی اور صالح زمین سے اچھی نیت اور بارش سے مراد زیادہ خرچ کرنا ہے اوس سے مراد تھوڑا بہت خرچ کرنا ہے اور پھل سے مراد ثواب ہے۔ تو جس طرح باغ کی اچھی زمین میں پانی اور اگر پانی نہ ہو تو اوس کی نمی ہی سے درخت لہلہا اٹھتا ہے بعینہٖ اچھی نیت سے اللہ کریم کی راہ میں جو بھی دیا جائے وہ ایک کے بدلے ایک سو ہی نہیں بلکہ سات سو تک ہو جاتا ہے صرف اخلاص سے خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔

راہ خدا میں خرچ کرنے والے سے خدا کی خوشنودی و رضامندی

☆ محبوب دو جہاں ﷺ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے، ایک گنجا، ایک کوڑھی اور ایک اندھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمانا چاہا تو ایک فرشتہ کو ان کے پاس بھیجا۔ چنانچہ سب سے پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ ایک اچھے آدمی کی بہترین چمڑا اور عمدہ رنگ، یعنی میرا یہ کوڑھ دور ہو جائے۔ فرشتہ نے اس کے جسم پر دست شفا پھیر دیا وہ بالکل ٹھیک ہو گیا پھر اس سے پوچھا کہ کون سا مال لینا

چاہتے ہو؟ اس نے کہا اونٹ' فرشتہ ایک حاملہ اونٹنی اسے دے کر چلا گیا۔

پھر اندھے کے پاس پہنچا' اس سے بھی پوچھا کہ بول تیری کیا خواہش ہے؟ اس نے کہا کہ دونوں آنکھیں چاہتا ہوں' فرشتہ نے اس کی دونوں آنکھوں کو اللہ کے حکم سے ٹھیک کر دیا۔ پھر اس سے پوچھا کہ بول تو کون سا مال پسند کرتا ہے؟ اس نے کہا بکری' پھر اسے بھی ایک حاملہ بکری دی' دعائے خیر کی اور چلا گیا۔

اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اور کہا کہ بول تو کیا چاہتا ہے۔ گنجے نے کہا کہ میرا گنجا پن ختم ہو جائے' فرشتہ نے اس کے سر پر دست شفا پھیر دیا اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے بالکل ٹھیک ہو گیا۔ اس کے بعد پوچھا کہ مال و اسباب میں کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ گائے' اس نے اسے ایک حاملہ گائے دی اور خیر و برکت کی دعا دے کر چلا گیا۔

اس طرح تینوں اپنا اپنا کاروبار کرنے لگے اور پھر کاروبار میں اللہ کریم نے بڑی برکت دی اور یہ سب بڑے مالدار ہو گئے۔ دولت کی کوئی انتہا نہ رہی' تب اللہ کریم نے اسی فرشتہ کو بغرض آزمائش ان کے پاس بھیجا۔ سب سے پہلے فرشتہ کوڑھی کے پاس آیا اور اللہ کا واسطہ دے کر اس سے سوال کیا کہ میں ایک مسافر ہوں اور بہت تھک گیا ہوں تو خدا کے لیئے مجھے ایک اونٹ عنایت کر دے تا کہ میں اس پر سوار ہو کر اپنی منزل تک جا سکوں' لیکن کوڑھی نے بہت حیلہ حوالہ کیا اور کہا کہ میں قرضدار ہوں' سر دست اتنی پریشانی ہے کہ تیری مدد کرنے سے قاصر ہوں۔ فرشتہ نے کہا کہ میں تجھے اچھی طرح جانتا ہوں تو ایک کوڑھی' اپاہج آدمی تھا۔ لوگ تجھ سے گھن کھاتے تھے' اب اللہ کریم نے تجھے اچھا کر دیا ہے اور یہ دولت بھی اپنے فضل سے عطا کر دی ہے تو ایک اونٹ اس کی راہ میں دینا اپنے دل میں تنگی محسوس کرتا ہے۔ کوڑھی نے کہا کہ کیا بکتا ہے یہ دولت و ثروت تو میرے اباؤ اجداد سے مجھے ورثہ میں ملی ہے۔ فرشتہ نے کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو پھر اللہ تجھے ایسا ہی بنا دے۔

اس کے بعد گنجے کے پاس آیا اس سے بھی اس قسم کا سوال اللہ کے نام پر کیا۔ اس نے بھی اسی طرح کا حیلہ حوالہ کیا اور اپنے پریشانیاں بیان کرنے لگا لیکن آخر میں انکار کر دیا۔ فرشتہ نے اس سے بھی یہی کہا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو پھر اللہ تجھے ایسا ہی بنا دے۔

اس کے بعد اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں ایک مسافر ہوں میرا زادِ راہ سب ختم ہو گیا ہے۔ اللہ کی مدد اور تیرے عنایت کے بغیر میں گھر تک نہیں پہنچ سکوں گا۔ اس لیئے تجھ سے اللہ کے نام پر ایک بکری مانگتا ہوں' جس نے تیری بینائی واپس کر دی ہے۔ اندھے نے کہا تو سچ کہتا ہے میں پہلے اندھا بھی تھا اور محتاج بھی' میرے رب کریم نے اپنے فضل خاص سے مجھے دولت بھی عطا کر دی اور بینا بھی بنا دیا تو رب کریم کے نام پر مانگتا ہے تو تیرا جتنا دل چاہے لے جا' مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ فرشتہ نے کہا بھائی مجھے یہ سب مال و اسباب نہیں چاہئے میں تو صرف تم لوگوں کو آزمانے کے لیئے آیا تھا۔ اس آزمائش میں صرف تم ہی پورے اترے۔ باقی دونوں کوڑھی اور گنجا فیل ہو گئے۔ اللہ کریم ان دونوں سے ناراض ہو گیا البتہ تم سے بہت خوش ہوا اس کے بعد فرشتہ اسے دعائے خیر و برکت دے کر چلا گیا۔

انفاق کے چند واقعات عہد صحابہ میں

انفاق کے فضائل و برکات بتانے کے بعد اب چند مثالیں اس بات کی پیش کی جا رہی ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حصول فضائل و برکات کے لیئے اللہ کریم کی راہ میں اپنی دولت بے تحاشہ خرچ کرتے تھے۔ خلفائے راشدین میں سب سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حال سنیئے۔

آپ کے پاس کل چالیس ہزار درہم نقد کیش تھا اسے دینی ضرورتوں میں برابر خرچ کرتے رہے' یہ رقم مدینہ پہنچتے پہنچتے پانچ ہزار رہ گئی وہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ ہو گیا۔ الغرض انہوں نے پوری رقم محبوب کریم ﷺ کے دینی مشن کے فروغ و ترقی میں خرچ کر دی۔

☆ غزوہ تبوک کے موقعہ پر حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا مال و اثاثہ اور تمام نقد جنس اللہ کے محبوب ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حاکم کائنات ﷺ نے پوچھا کہ گھر کے لیئے کیا چھوڑا؟ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو' علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نے اس جواب کی کیا خوب ترجمانی کی ہے۔

پروانہ کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیئے ہے خدا کا رسول ﷺ بس

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی غزوہ تبوک کے موقع پر اپنی آدھی دولت مجاہدین اسلام کی ضروریات کے لیے پیش کر دی۔ مکہ مکرمہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بہت سی مالیات کو خریدا اور ان کی زمینوں کو مسجد الحرام (خانہ کعبہ) کی توسیع کے لیئے دے دیا۔ مسجد نبوی کی توسیع کے لیئے آپ نے ایک لاکھ میں زمین خرید کر مسجد کی توسیع کے لیئے محبوب دو جہاں ﷺ کے حوالے کر دی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ مسجد نبوی کی ابتدائی توسیع کے لیئے جو جگہ تجویز ہوئی تھی اس کا دام دس ہزار روپیہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی نے دیا تھا۔ پھر دوبارہ مسجد نبوی کی توسیع کے لیئے آپ نے پچیس ہزار روپیہ دیا تھا اسی طرح مسجد الحرام کے صحن کی توسیع کے لیئے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مکانات خرید کر اس میں اضافہ کیا۔ جیش العسرۃ (غزوہ تبوک) کے موقع پر آپ نے سو اونٹ مع ٹاٹ پلان کے وقف کیا پھر مزید سو اونٹ مع ساز و سامان کے دیا' پھر مزید ایک صد اونٹ مع ساز و سامان دیئے جملہ تین سو خیرات کیئے' پھر ہزار دینار جیش العسرۃ کے لیئے نقد بھی دیئے۔ یہی جذبہ فیاضی ہے جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو غنی کا دائمی خطاب دلایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فیاضی و سخاوت

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ اگرچہ پہلے از حد غریب تھے حتیٰ کہ پیٹ پر پتھر باندھے رہتے تھے لیکن پھر بعد میں اللہ

کریم نے بہت بڑی جاگیر اور دولت دی اور انہوں نے عظیم الشان وقف بھی کیا کہ اس سے چالیس ہزار دینار کی سالانہ آمدنی ہوا کرتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک وقت وہ تھا کہ ہم لوگوں کو پیٹ پر پتھر باندھنے کی نوبت آئی اور آج یہ حال ہے وان صدقة مالی لبلغ اربعین الف دینار کہ میرے مال کی صرف زکوٰۃ ہی چالیس ہزار دینار سالانہ ہوتی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے مراد زکوٰۃ ہی نہیں لیا ہے بلکہ وقف کی آمدنی بتلائی ہے بہر حال کچھ بھی ہو چالیس ہزار اشرفیوں کی سالانہ سخاوت بڑی قابل قدر سخاوت ہے۔ کاش آج کے امراء بھی اس سے کچھ سبق آموز ہوں۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اللہ کی رضامندی اور اجر وثواب کے لیئے چند بار سارا مال اللہ کریم کے راستہ میں تقسیم کر دیا۔ علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ایسا واقعہ ان کی زندگی میں تین مرتبہ پیش آیا' اسی طرح دو مرتبہ عمل تنصیف بھی کیا یعنی اپنی دولت کا دو برابر حصہ کر کے آدھی دولت اللہ کریم کی راہ میں تقسیم کر دی یہاں تک کہ دو جوتوں میں سے ایک جوتا بھی علیحدہ کر دیا۔

☆ علامہ ابن الجوزی ناقل ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ یا اللہ مجھے دس ہزار روپیہ اپنی رحمت سے عطا فرما میں نے ابتک اپنی آنکھ سے دس ہزار روپیہ نہیں دیکھا' حضرت حسن رضی اللہ عنہ مسجد سے واپس آئے اور اپنے غلام کے ہاتھ اس کے پاس دس ہزار روپیہ بھجوا دیا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی فیاضی وسخاوت

☆ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کان کثیرا لانفاق فی سبیل الله یعنی یہ اللہ کی راہ میں بڑے ہی خرچ کرنے والے تھے۔

☆ ایک مرتبہ بیک وقت اکیس غلاموں کو آزاد کیا۔

☆ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ سے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ ناقل ہیں کہ ایک بار چار ہزار درہم خیرات کیئے۔

☆ ایک بار چالیس ہزار درہم اور ایک بار چالیس ہزار دینار صدقہ کیئے۔

☆ ایک بار پانچ سو گھوڑوں کو مجاہدین کے لیئے وقف کیا اور ایک بار کجاوہ والے پانچ سو اونٹوں کو عطا کیا۔

☆ ایک بار اپنا نصف مال ومتاع صدقہ کر دیا۔

☆ ایک مرتبہ امہات المومنین علیہم الرضوان پر ایک باغ وقف کیا جس کی قیمت چار لاکھ تھی۔

☆ ایک بار اصحاب اکرام کو جو ان کے زمانہ میں موجود تھے چالیس ہزار دینار دیئے۔

☆ انتقال فرماتے وقت پچاس ہزار روپیہ اسلامی ضروریات کے لیئے دیا۔

☆ سیرت عثمان رضی اللہ عنہ میں ڈاکٹر حسین مصری ایک ضمنی بحث میں لکھتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے انتقال کے وقت پچاس ہزار دینار سرخ کی تقسیم کے لیئے وصیت وہدایت فرمائی اور ایک ہزار گھوڑے اور تین ہزار بکریاں صدقہ کی تھی۔

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک روپیہ کا مرصع بہ جواہر طوق بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسری خواتین کو ہدیہ فرما دیا تھا۔

☆ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روزے سے تھیں، افطار کے لیئے صرف ایک روٹی رکھی تھی سائل کے سوال پر خادمہ سے کہا روٹی اس کو دے دو۔ اس نے کہا کہ پھر آپ کے افطار کے لیئے کچھ نہیں رہے گا۔ فرمایا کہ دے دو نہ رہے گا نہ سہی سائل کو محروم ہرگز واپس نہ کرو۔

☆ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ستر ہزار کی رقم پہنچی، آپ نے اسے تقسیم کر دیا اور جس مجلس میں یہ رقم تقسیم کی جا رہی تھی اس جگہ بیٹھی ہوئی آپ اپنے کرتہ میں پیوند لگا رہی تھیں۔ مطلب یہ ہے کہ آپ نے اپنے کرتہ کے لیئے بھی دام نہیں نکالا اور نہ ایک پیسہ اپنے عیش و آرام کے لیئے باقی رکھا۔

☆ ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک لاکھ اسی ہزار روپیہ نذرانہ بھیجا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے ایک بڑے طبق میں ڈال کر تقسیم کرنا شروع کیا یہاں تک شام ہو گئی اس دن آپ روزہ سے بھی تھیں، افطاری میں لونڈی نے روٹی اور سرکہ پیش کیا، حضرت ام درہ رضی اللہ عنہا مہمان تھیں، ان سے نہ رہا گیا، انہوں نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہوتا کہ ایک درہم کا آپ گوشت منگوا لیتیں، فرمایا کہ اگر تم یاد دلاتیں تو میں تمہاری خاطر منگوا لیتی مگر افسوس مجھے کچھ یاد نہ رہا۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہت مالدار تھے۔ آپ کے ہزار غلام ایسے تھے کہ ان کی روزانہ آمدنی کو روز خیرات کرتے تھے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ علامہ ابن الجوزی رحمتہ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ گھر میں غمگین داخل ہوئے۔ بیوی نے پوچھا غمزدہ ہونے کا سبب کیا ہے؟ فرمایا کہ آج بہت زیادہ مال ہے اسے کیا کروں؟ بیوی نے کہا کہ مصارف خیر میں صرف کر دیجئے چنانچہ صبح اٹھے اور پوری رقم خیرات کر دی، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے خزانچی نے بتایا کہ رقم پوری چار لاکھ تھی۔

☆ مسند احمد بن حنبل میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے کہ آپ نے اپنی زمین سات لاکھ روپے میں فروخت کی اور ساری رقم اہل مدینہ میں تقسیم کر دی۔ ایک بار ایک پانی کا چشمہ خریدا اور مسلمانوں پر خیرات کر دیا۔ جان دو جہاں ﷺ نے ان کی فیاضیوں کے سبب ان کا نام طلحہ الفیاض رکھا تھا۔

☆ ایک بار ایک صاحب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور رشتہ و قرابت کا واسطہ دے کر ان سے سوال کیا، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس طرح آج تک مجھ سے سوال نہیں کیا گیا تھا، اچھا میں ایک زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تین لاکھ میں فروخت کر رہا ہوں تو وہ زمین اب تم کو دے رہا ہوں تو چاہو تو وہ

زمین ہی لے لو اور اگر دام چاہو تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے تمہیں دلا دوں' اس نے کہا کہ مجھے دام ہی دے دیجئے' حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فروخت کرنے کے بعد تین لاکھ روپیہ ان کو مرحمت فرما دیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بے حد دولتمند تھے مگر دولت کا عمومی مصرف فی سبیل اللہ خیرات ہی تھا۔ وکان ابن عمر کثیر الصدقة تصدق فی الجلس الواحد ثلا ثین الفا یعنی بسا اوقات صرف ایک نشست میں تیس تیس ہزار روپیہ خیرات کر دیتے اور یہ بھی ان کا قاعدہ تھا کہ جو چیز زیادہ پسندیدہ و محبوب خاطر ہو جاتی بس اسے اللہ کے راستے میں خیرات کر دیتے۔

اسی طرح ایک بار ۲۲ ہزار اشرفیاں حاصل ہوئیں' فطری طور پر اس سے خوشی ہوئی لیکن اسے بھی مجلس برخواست ہونے سے پہلے ہی تقسیم کر دیا' فرمایا چونکہ دولت کثیر ہے جس کی محبت میرے دل میں پیدا ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو محبوب مال خرچ کرنا پسند ہے اس لئے میں اسے فی سبیل اللہ خرچ کرتا ہوں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ محبوب دو جہاں ﷺ نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے لیئے دعائے مغفرت فرمائی اور تین بار مسلسل اللهم اغفر لعمرو بن عاص فرمایا اور یہ وجہ بتلائی کہ کنت اذا نادیته للصدقة بادنى بها یعنی ان کی خاص خوبی یہ ہے کہ اطلاع ہوتے ہی زکوٰۃ کی رقم فوراً حاضر کر دیتے ہیں۔

حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ بے حد مالدار اور سخی تھے۔ آپ اپنے خاندان اور قبیلے کے تمام افراد کو ہر جمعہ کے دن دعوت دیتے اور عمدہ کھانا کھلاتے اور سب کو خلعت دیتے اور جب سب لوگ اپنے اپنے گھروں میں واپس جاتے تو دیکھتے کہ آپ رضی اللہ عنہ کے غلام مزید عطیات و تحائف لے کر ان اشخاص کے گھروں میں آئے ہوئے ہوتے اور صرف مدعو حضرات ہی کے لیئے نہیں بلکہ حسب تصریح ان کے اہل و عیال اور خاندان کے دیگر افراد کے لیئے بھی۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ یہ ہیں ویبعث الی عیالهم المطاثالکثیر آپ رشتہ داروں سے ایسے حسن سلوک رکھنے والے انسان عالم میں کہاں ہیں؟

اس طرح ان کا قاعدہ تھا کہ کوفہ کی مسجد میں ہر جمعہ کو اپنے ایک غلام کو دینار کی بھری ہوئی تھیلیاں بھیجتے ہر نمازی کے سامنے ایک تھیلی رکھی جاتی۔ ایک شخص نے حضرت سعید بن عاص رضی اللہ عنہ سے کچھ سوال کیا تو فرمایا کہ اس کو ایک لاکھ درہم دے دو وہ ایک لاکھ درہم پانے کے بعد رونے لگا' پوچھا کہ اس میں رونے کی کیا بات ہے کہا ابتی علی الرض ان تا کل مثلك۔ میں زمین کی اس حرکت کو روتا ہوں جو آپ جیسے زندہ جاوید رہنے کے قابل انسان کو بھی ایک دن اپنے اندر چھپا لے گی۔ حضرت سعید بن عاص پر اس کے حجت آمیز جملہ کا بڑا اثر ہوا اور کو مزید ایک لاکھ درہم بطور انعام دیئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ ایک مرتبہ بازار میں ایک گھر فروخت ہو رہا تھا تو ستر ہزار درہم دے کر آپ نے خریدا' گھر والوں نے لے لیا لیکن گھر والے کسی مجبوری سے گھر فروخت کر رہے تھے اس لئے گھر والے گھر کی فروخت سے غمزدہ بھی تھے' حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے رات گھر والوں کو روتے ہوئے سنا' پوچھا کیوں روتے ہو؟ کسی نے بتایا اپنے گھر کی جدائی پر روتے ہیں۔ غلام سے فرمایا کہ جا کر ان سے کہہ دو کہ غم مت کریں' وہ اپنے آپ کو اپنے حق میں محفوظ رکھیں اور اس کی قیمت بھی میں معاف کرتا ہوں' میں نے خوشی سے انہیں گھر دے دیا۔

امام اصمعی رحمتہ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ایک بار بصرہ میں بقر عید کی شرکت کا مجھے اتفاق ہوا' بازار میں بکریاں' خصی دنبے قربانی کے جانور بے اندازہ آئے ہوئے تھے۔ سارا بازار گونج اٹھا۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا جو بھی چاہے قربانی کا ایک جانور بازار سے لے جائے اس کی قیمت بصرہ میں عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ دیں گے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ انفاق و سخاوت کے جذبہ سے مالا مال تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے انتقال پر آپ کے ورثاء کے پاس دس ہزار روپیہ بھجوا دیا۔

☆ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بڑی بڑی رقم ہدیہ دیا کرتے تھے' ایک بار انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس دو بوروں میں ایک لاکھ اسی ہزار درہم تحفہ میں روانہ کیا۔

☆ محدث ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بوڑھے ضعیف العمر صحابی عمرو بن عامر سلمی تشریف لے گئے' ضعف و کبر سنی کی بنا پر ان کے ہاتھ پاؤں کانپ رہے تھے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ آپ کی کیا امداد کی جائے؟ فرمایا کہ دس ہزار مجھ پر قرض ہے اس کی ادائیگی کے بعد دس ہزار مزید مجھے دیجئے تاکہ اپنی آل اولاد کو دے دوں اور دس ہزار اور دے دیجئے تاکہ میں اپنی بقیہ عمر آرام سے گزار سکوں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے تمام مطالبہ پورا کر دیا۔

حضرت قیس بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

ان کی سخاوت کا اندازہ اس سے لگا سکتے ہیں کہ ایک آدمی نے آپ سے بیس ہزار قرض لیا جب وہ قرض کی رقم واپس کرنے لگا تو فرمایا کہ ہم دے کر واپس نہیں لیا کرتے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ اہل صفہ مسجد نبوی میں چبوترہ پر بیٹھنے والے اہل صفہ طالب علموں کی تعداد بڑھ چکی تھی' کوئی صاحب ایک طالب علم' کوئی صاحب دو طالب علم' کوئی اس سے زیادہ اپنے یہاں کھانا کھلانے کے لیئے ہمراہ لے جاتے۔

ناما سعد فكان ينطلق بثانين لیکن حضرت سعد صفہ کے اسی طلبہ کو روزانہ کھانا کھلاتے تھے۔

اسی طرح اور صحابہ کرام علیہم الرضوان تو محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت میں کبھی کبھی ہدیہ روانہ کرتے مگر سعد رضی اللہ عنہ کا خوان اور گوشت کا پیالہ رحمت دو جہاں ﷺ کے لیئے روزانہ آیا کرتا تھا' جس دن جس بیوی کے یہاں حضور ﷺ کے کھانے کی باری ہوتی ان کا پیالہ اس بیوی کے گھر میں جایا کرتا تھا' حاکم کائنات ﷺ کو انہیں فیاضیوں پر دعا دی تھی' اللهم اجعل صلوتك ورحمتك على ال سعد خدایا سعد رضی اللہ عنہ کے خاندان اور آل و اولاد پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کو نازل فرما۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بصرہ کے عامل تھے' آپ کے پاس حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے مقروض ہونے کی کیفیت بیان کرنے لگے' آپ نے فرمایا لا صنعن بك كما صنعت برسول الله ﷺ یعنی جس طرح تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہتر سلوک کیا ہے میں اسی طرح تم سے بہتر سلوک کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ نے ان کو بڑی عزت سے ٹھہرایا اور اپنا دو منزلہ مکان جملہ ساز و سامان ان کے لیئے خالی کر دیا اور اس کے علاوہ بیس غلام خدمت کے لیئے دیئے اور قرض کی رقم ادا کرتے ہوئے چالیس ہزار روپیہ مزید دیا کہ اس سے اپنا کاروبار جاری کرلیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جس زمانہ میں بصرہ میں افسر اعلیٰ کی حیثیت سے مامور تھے' اسی زمانہ میں بصرہ کے چند اہل علم حضرات آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے پڑوس میں ایک غریب آدمی بڑا ہی دیندار' نمازی روزہ دار' عبادت گزار اور شب زندہ دار ہے۔ اس نے اپنی بیٹی کا نکاح اپنے بھتیجے سے کرنا چاہا ہے لیکن وہ فقیر آدمی ہے سامان جہیز دینے کے قابل نہیں ہے' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اہل علم حضرات کو اپنے خزانہ میں لے گئے اور صندوق کھول کر چھ تھیلیاں اشرفیوں سے بھری ہوئی نکال کر ان کے حوالے کر دیں پھر مزید فرمایا کہ جہیز کا سامان میرے ذمہ ہوگا۔

عبداللہ بن جعفر ہاشمی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ آپ بے حد سخی تھے' حافظ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ كثيرة شهيرة یعنی ان کے احسان و انفاق اور سخاوت کے واقعات بہت زیادہ ہیں' محدث ابن حبان نے لکھا ہے کہ آپ کو اہل زمانہ قطب الاسخیاء کہتے ہیں۔ علامہ ابن عبدالبر رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ کثرت سخاوت کی وجہ سے آپ کا لقب بحر الجود تھا' اسلام میں ان سے بڑھ کر کوئی سخی نہیں گزرا۔

☆ ایک بار ایک سوداگر مدینہ کے بازار میں شکر بیچنے کے لیئے لایا' لوگوں نے جس بھاؤ میں لینا چاہا اس میں اس کا خسارہ تھا وہ بہت افسردہ و ملول خاطر ہوا بیٹھا تھا' حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی تو اپنے

خزانچی کو حکم دیا کہ شکر سوداگر کے بھاؤ پر خرید کر اس کو دام دے دو اور تمام شکر بازار کے لوگوں میں مفت تقسیم کر دو۔ ایک بار عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کے پاس یزید بن معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہت گرانقدر رقم تحفہ میں بھیجی' آپ نے قبول تو کر لیا مگر اسی جگہ بیٹھے ہوئے اہل مدینہ میں تقسیم کر دی اور گھر میں ایک پائی بھی نہ لے گئے۔

حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ آپ کا قاعدہ تھا کہ جب سفر سے واپس آ کر گھر پہنچتے تو ہر مسجد میں تمام نمازیوں کے لیئے ایک ایک جوڑا کپڑا اور نیا جوتہ اور نقد روپیہ کی تھیلی بھیجتے' چنانچہ ہر نمازی کے سامنے یہ تمام تحائف رکھے جاتے' ایک صاحب باہر سے نماز میں شریک تھے' جب ان کو یہ سب تحائف ملے تو انہوں نے سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟ جواب دیا گیا کہ آج اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے سفر سے مکہ مکرمہ واپس آ گئے ہیں اس کی خوشی میں یہ سب دیئے جا رہے ہیں۔

حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی سخاوت

☆ آپ بے حد سخی واقع ہوئے تھے' ایک بار ایک شخص نے یونہی مشہور کر دیا کہ حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے یہاں آج سب کی دعوت ہے' دعوت عام سن کر اتنے لوگ آپ کے پاس پہنچے کہ آپ کا سارا گھر بھر گیا' پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا کہ آپ کے یہاں دعوت کی اطلاع سن کر ہم لوگ آئے ہیں' آپ نے بازار سے میوہ جات منگوا کر پہلے تو حاضرین کی میوہ جات سے تواضع کی اور پھر گوشت روٹی پکوا کر حاضرین کو کھانا کھلایا پھر حضرت عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے مطبخ کے منتظمین سے کہا کیا یہ ممکن ہے کہ روزانہ ان تمام حضرات کو صبح کا کھانا ہمارے یہاں کھلایا جائے۔ انہوں نے کہا جی ہاں' فرمایا تو بس میری طرف سے اعلان کر دو کہ آج کی تاریخ سے آپ لوگ ہمیشہ میرے یہاں آ کر صبح کا کھانا کھایا کریں۔

محترم قارئین کرام ایثار کہتے ہیں اپنی ضرورت کے وقت دوسرے کو ترجیح دینا۔ اول تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ہر ادا' ہر عادت ایسی ہے جس کی برابری تو در کنار اس کا کچھ حصہ بھی کسی خوش قسمت کو نصیب ہو جائے تو عین سعادت ہے لیکن بعض عادتیں ان میں سے ایسی ممتاز ہیں کہ انہیں کا حصہ تھیں۔ ان کے بارے میں اللہ کریم نے ارشاد فرمایا۔ یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کہ وہ لوگ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں گو ان پر فاقہ ہی ہو۔

صحابی رضی اللہ عنہ کا مہمان کی خاطر چراغ بجھا دینا

ایک صحابی رضی اللہ عنہ رحمت دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک اور پریشانی کی حالت کی اطلاع دی۔ جان کائنات ﷺ نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو محبوب کریم ﷺ نے صحابہ علیہم الرضوان سے فرمایا کہ کوئی شخص ہے جو اس کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے۔ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مہمانی کروں گا۔ ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے فرمایا کہ جان کائنات ﷺ کے

مہمان ہیں جو اکرام کر سکے اس میں کسر نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا کر نہ رکھنا۔ بیوی نے کہا خدا کی قسم بچوں کے قابل کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بچوں کو بہلا کر سلا دینا اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا تو تو چراغ کے درست کرنے کے بہانے سے اٹھ کر اس کو بجھا دینا چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری۔ جس پر یہ آیت یوثرون علی انفسھم نازل ہوئی کہ ترجیح دیتے ہیں اپنی جانوں پر اگر چہ ان پر فاقہ ہی ہو۔ اس قسم کے متعدد واقعات ہیں جو صحابہ علیہم الرضوان کے یہاں پیش آئے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ روزے پر روزہ رکھے جا رہے تھے۔ افطار کے لئے کوئی چیز کھانے کی میسر نہ آتی تھی۔ ایک انصاری صحابی حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے تاڑ لیا۔ بیوی سے کہا کہ میں رات کو ایک مہمان کو لاؤں گا جب کھانا شروع کریں تو تم چراغ کو درست کرنے کے حیلہ سے بجھا دینا اور جب تک مہمان کا پیٹ نہ بھر جائے خود نہ کھانا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا ساتھ میں سب شریک رہے جیسے کھا رہے ہوں صبح کو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ جب حاکم کائنات ﷺ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات کا تمہارا اپنے مہمان کے ساتھ برتاؤ اللہ کریم کو بہت ہی پسند آیا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا زکوۃ میں اونٹ دینا

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ جان کائنات ﷺ نے زکوۃ کا مال وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ میں ایک صاحب کے پاس گیا اور ان سے مال کی تفصیل معلوم کی تو ان پر ایک اونٹ کا بچہ ایک سالہ واجب تھا۔ میں نے ان سے اس کا مطالبہ کیا۔ وہ فرمانے لگے کہ ایک سال کا بچہ نہ دودھ کے کام کا' نہ سواری کے کام کا۔ انہوں نے ایک نفیس عمدہ جوان اونٹنی سامنے کی کہ یہ لے جاؤ۔ میں نے کہا کہ میں تو اس کو نہیں لے سکتا کہ مجھے عمدہ مال لینے کا حکم نہیں۔ البتہ اگر تم یہی دینا چاہتے ہو تو محبوب دو جہاں ﷺ سفر میں ہیں اور آج پڑاؤ فلاں جگہ تمہارے قریب ہی ہے۔ رحمت دو جہاں کی خدمت میں جا کر پیش کر دو۔ اگر منظور فرمالیا تو مجھے انکار نہیں ورنہ میں معذور ہوں۔ وہ اس اونٹنی کو لے کر میرے ساتھ ہوئے اور جان کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس آپ ﷺ کے قاصد زکوۃ کا مال لینے آئے تھے اور خدا کی قسم مجھے آج تک یہ سعادت نصیب نہیں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ یا ان کے قاصد نے میرے مال میں کبھی تصرف فرمایا ہو۔ اس لئے میں نے اپنا سارا مال سامنے کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس میں ایک سالہ اونٹ کا بچہ زکوۃ کا واجب ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ ایک سال کے بچہ سے نہ تو دودھ کا ہی نفع ہے نہ سواری کا۔ اس لئے میں نے ایک عمدہ جوان اونٹنی پیش کی تھی جس کو انہوں نے قبول نہیں فرمایا۔ اس لئے میں خود لے کر حاضر ہوا ہوں۔ حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ تم پر واجب تو وہی ہے جو انہوں نے بتلائی مگر تم اپنی طرف سے اس سے زیادہ اور عمدہ مال دو تو قبول ہے اللہ تمہیں اس کا اجر مرحمت فرمائیں۔ انہوں نے عرض کیا کہ یہ حاضر ہے۔ جان کائنات ﷺ نے قبول فرمالیا اور برکت کی دعا فرمائی۔ محترم قارئین کرام یہ زکوۃ کے مال کا منظر ہے آج بھی اسلام کے بہت سے دعویدار ہیں اور

محبوب دو جہاں ﷺ کی محبت کا دم بھی بھرتے ہیں لیکن زکوٰۃ کے ادا کرنے میں زیادتی کا تو کیا ذکر ہے پوری مقدار بھی ادا کرنا موت ہے۔ جو اونچے طبقے والے زیادہ مال والے کہلاتے ہیں ان کے یہاں تو اکثر و بیشتر اس کا ذکر ہی نہیں لیکن جو متوسط حیثیت کے لوگ ہیں اور اپنے کو دیندار بھی سمجھتے ہیں وہ بھی اس کی کوشش کرتے ہیں کہ جو خرچ لئے عزیز رشتہ داروں میں یا کسی دوسری جگہ مجبوری سے پیش آ جائے اس میں زکوٰۃ ہی کی نیت کرلیں۔

حضرات شیخین رضی اللہ عنہ کا صدقہ میں مقابلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ محبوب کریم ﷺ نے صدقہ کرنے کا حکم فرمایا۔ اتفاقاً اس زمانہ میں میرے پاس کچھ مال موجود تھا۔ میں نے کہا آج میرے پاس اتفاق سے مال موجود ہے اگر میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی بھی بڑھ سکتا ہوں تو آج بڑھ جاؤں گا۔ یہ سوچ کر خوشی خوشی میں گھر گیا اور جو کچھ بھی گھر میں رکھا تھا اس میں سے آدھا لے آیا۔ جان دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ گھر والوں کے لئے کچھ چھوڑا۔ میں نے عرض کیا کہ چھوڑ آیا۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا آخر کیا چھوڑا میں نے عرض کیا کہ آدھا چھوڑ آیا ہوں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو کچھ رکھا تھا سب لے آئے جان کائنات ﷺ نے فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا انہوں نے فرمایا ان کے لئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چھوڑ آیا ہوں یعنی اللہ اور اس کے رسول پاک ﷺ کے نام کی برکت اور ان کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے کہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کبھی نہیں بڑھ سکتا۔ محترم قارئین کرام خوبیوں اور نیکیوں میں اس کی کوشش کرنا کہ دوسرے سے بڑھ جاؤں یہ مستحسن اور مندوب ہے۔ قرآن پاک میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے۔

صحابہ علیہم الرضوان کا دوسروں کی وجہ سے پیاسے مرنا

حضرت ابوجہم بن حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یرموک کی لڑائی میں میں اپنے چچازاد بھائی کی تلاش میں نکلا کہ وہ لڑائی میں شریک تھے اور ایک مشکیزہ پانی کا میں نے اپنے ساتھ لیا کہ ممکن ہے وہ پیاسے ہوں تو پانی پلاؤں۔ اتفاق سے وہ ایک جگہ اس حالت میں پڑے ہوئے ملے کہ دم توڑ رہے تھے اور جان کنی شروع تھی۔ میں نے پوچھا پانی کا گھونٹ دوں۔ انہوں نے اشارے سے ہاں کی۔ اتنے میں دوسرے صاحب نے جو قریب ہی پڑے تھے اور وہ بھی شہادت کے قریب تھے آہ کی۔ میرے چچازاد بھائی نے آواز سنی تو مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر گیا۔ وہ ہشام بن ابی العاص رضی اللہ عنہ تھے۔ ان کے پاس پہنچا ہی تھا کہ ان کے قریب ایک تیسرے صاحب اسی حال میں پڑے لب جاں تھے۔ انہوں نے آہ کی ہشام رضی اللہ عنہ نے مجھے ان کے پاس جانے کا اشارہ کر دیا۔ میں ان کے پاس پانی لے کر پہنچا تو ان کا دم نکل چکا تھا۔ ہشام رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آیا تو وہ بھی جان بحق ہو چکے تھے۔ ان کے پاس سے اپنے بھائی کے پاس لوٹا تو اتنے میں وہ بھی ختم ہو چکے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس طرح کے متعدد واقعات کتب حدیث پاک میں مذکور ہیں۔ کیا انتہا ہے اس ایثار کی کہ اپنا بھائی آخری دم توڑ رہا ہو اور پیاسا ہو۔ ایسی حالت میں کسی دوسرے کی طرف توجہ کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کو پیاسا چھوڑ کر دوسرے کو پانی پلانے چلا جائے اور ان مرنے والوں کی روحوں کو

اللہ جل شانہ اپنے لطف وفضل سے نوازیں کہ مرنے کے وقت بھی جب ہوش وحواس سب ہی جواب دیدیتے ہیں یہ لوگ ہمدردی میں جان دیتے ہیں۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کفن

جان کائنات ﷺ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ غزوہ احد میں شہید ہوگئے اور بیدرد کافروں نے آپ رضی اللہ عنہ کے کان' ناک وغیرہ اعضاء کاٹ دیئے اور سینہ چیر کر دل نکالا اور طرح طرح کے ظلم کئے۔لڑائی کے ختم پر محبوب کریم ﷺ اور دوسرے صحابہ علیہم الرضوان شہیدوں کی لاشیں تلاش فرما کر ان کی تجہیز وتکفین کا انتظام فرما رہے تھے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس حالت میں دیکھا' نہایت صدمہ ہوا اور ایک چادر سے ان کو ڈھانک دیا۔ اتنے میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں کہ اپنے بھائی کی حالت کو دیکھیں۔محبوب دوجہاں ﷺ نے اس خیال سے کہ آخر عورت ہیں ایسے ظلموں کے دیکھنے کا تحمل مشکل ہوگا۔ان کے صاحبزادہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ اپنی والدہ کو دیکھنے سے منع کرو۔انہوں نے والدہ سے عرض کیا کہ حاکم کائنات ﷺ نے دیکھنے سے منع فرمادیا ہے۔انہوں نے کہا کہ میں نے یہ سنا ہے کہ میرے بھائی کے ناک کان وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں۔اللہ کے راستے میں یہ کونسی بڑی بات ہے۔ہم اس پر راضی ہیں۔میں اللہ سے ثواب کی امید رکھتی ہوں اور انشاءاللہ صبر کروں گی۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے محبوب کبریاء ﷺ سے جا کر اس کلام کا ذکر کیا تو محبوب کریم ﷺ نے اس جواب کو سن کر دیکھنے کی اجازت عطا فرمادی۔آ کر دیکھا انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے لئے استغفار اور دعا کی۔ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد میں جہاں نعشیں رکھی ہوئی تھیں ایک عورت تیزی سے آرہی تھی۔محبوب دوجہاں ﷺ نے فرمایا۔دیکھو عورت کو روکو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے پہچان لیا کہ میری والدہ ہیں۔میں جلدی سے روکنے کے لئے بڑھا مگر وہ قوی تھیں ایک گھونسا میرے مارا اور کہا پرے ہٹ میں نے کہا کہ حاکم دوجہاں ﷺ نے منع فرمایا ہے تو فوراً کھڑی ہوگئیں۔اس کے بعد وہ کپڑے نکالے اور فرمایا کہ میں اپنے بھائی کے کفن کے لئے لائی تھی کہ میں ان کے انتقال کی خبر سن چکی تھی۔ان کپڑوں میں ان کو کفنا دینا۔ہم لوگ وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کفنانے لگے کہ برابر میں ایک انصاری شہید پڑے ہوئے تھے جن کا نام حضرت سہیل رضی اللہ عنہ تھا۔ان کا بھی کفار نے ایسا ہی حال کر رکھا تھا جیسا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔ہمیں اس بات سے شرم آئی کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دو کپڑوں میں کفن دیا جائے اور انصاری کے پاس ایک بھی نہ ہو۔اس لئے ہم نے دونوں کے لئے ایک ایک کپڑا تجویز کردیا۔ مگر ایک کپڑا ان میں بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔تو ہم نے قرعہ ڈالا کہ قرعہ میں جو کپڑا جن کے حصہ میں آئے گا وہ ان کے کفن میں لگایا جائے۔قرعہ میں بڑا کپڑا حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا اور چھوٹا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آیا۔جو ان کے قد سے بھی کم تھا کہ اگر سر کو ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور پاؤں کی طرف کیا جاتا تو سر کھل جاتا۔جان دوجہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر کو کپڑے سے ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے وغیرہ ڈال دو۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت صفیہ جب وہ کپڑے لے کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی نعش پر

پہنچیں تو ان کے قریب ہی ایک انصاری اسی حال میں پڑے ہوئے تھے تو ایک ایک کپڑے میں دونوں کو کفن دیا گیا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کپڑا بڑا تھا۔ یہ روایت مختصر ہے اور خمیس کی روایت مفصل ہے۔ محترم قارئین کرام یہ دو جہاں کے بادشاہ کے چچا کا کفن ہے وہ بھی اس طرح کہ ایک عورت اپنے بھائی کے لئے دو کپڑے دیتی ہیں اس میں یہ گوارا نہیں کہ دوسرا انصاری بے کفن رہے۔ ایک ایک کپڑا بانٹ دیا جاتا ہے اور پھر چھوٹا کپڑا اس شخص کے حصے میں آتا ہے جو کوئی وجہ سے ترجیح کا استحقاق بھی رکھتا ہے۔ غریب پروری اور مساوات کے دعویدار اگر اپنے دعوؤں میں سچے ہیں تو ان پاک ہستیوں کا اتباع کریں جو کہہ کر نہیں بلکہ کر کے دکھلا گئے۔ ہم لوگوں کو اپنے لئے ان کا پیرو کہنا بھی شرم کی بات ہے۔

بکرے کی سری کا چکر کاٹ کر واپس آنا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کسی شخص نے بکرے کی سری ہدیہ کے طور پر دی۔ انہوں نے خیال فرمایا کہ میرے فلاں ساتھی زیادہ ضرورت مند ہیں۔ کنبہ والے ہیں اور ان کے گھر والے زیادہ محتاج ہیں۔ اس لئے ان کے پاس بھیج دی۔ ان کو ایک تیسرے صاحب کے متعلق یہی خیال پیدا ہوا اور ان کے پاس بھیج دی۔ غرض اسی طرح ساتھ گھروں میں پھر کر وہ سری سب سے پہلے صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر لوٹ آئی۔ اس قصہ سے ان حضرات کا عام طور سے محتاج اور ضرورت مند ہونا بھی معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی کہ ہر شخص کو دوسرے کی ضرورت اپنے سے مقدم معلوم ہوتی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنی بیوی کو زچگی میں لے جانا

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے خلافت کے زمانہ میں بسا اوقات رات کو چوکیدار کے طور پر شہر کی حفاظت بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ اسی حالت میں ایک میدان میں گزر ہوا۔ دیکھا کہ ایک خیمہ بالوں کا بنا ہوا لگا ہوا ہے جو پہلے وہاں نہیں تھا۔ اس کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ ایک صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور خیمہ سے کچھ کراہنے کی آواز آ رہی ہے۔ سلام کر کے ان صاحب کے پاس بیٹھ گئے اور دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ایک مسافر ہوں جنگل کا رہنے والا ہوں۔ امیر المومنین کے سامنے کچھ اپنی ضرورت پیش کر کے مدد چاہنے کے واسطے آیا ہوں۔ دریافت فرمایا کہ یہ خیمہ میں سے آواز کیسی آ رہی ہے۔ ان صاحب نے کہا میاں جاؤ اپنا کام کرو۔ آپ نے اصرار فرمایا کہ نہیں بتا دو کچھ تکلیف کی آواز ہے۔ ان صاحب نے کہا کہ عورت کی ولادت کا وقت قریب ہے۔ درد زہ ہو رہا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ کوئی دوسری عورت بھی پاس ہے' انہوں نے کہا کوئی نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھے اور مکان میں تشریف لے گئے اور اپنی بیوی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ ایک بڑے ثواب کی چیز مقدر سے تمہارے لئے آئی ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک گاؤں کی رہنے والی بیچاری تنہا ہے اس کو درد زہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے ارشاد فرمایا ہاں ہاں تمہاری صلاح ہو تو میں تیار ہوں اور کیوں نہ تیار ہوتیں کہ یہ بھی آخر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ہی صاحبزادی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ولادت کے واسطے جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہو' تیل گودو غیرہ لے لو اور ایک ہانڈی اور

کچھ گھی اور دانے وغیرہ بھی ساتھ لے لو۔ وہ لے کر چلیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود پیچھے پیچھے ہوئے وہاں پہنچ کر حضرت ام کلثوم تو خیمہ میں چلی گئیں اور آپ رضی اللہ عنہ نے آگ جلا کر اس ہانڈی میں دانے ابالے، گھی ڈالا۔ اتنے میں ولادت سے فراغت ہوگئی۔ اندر سے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے آواز دے کر عرض کیا۔ امیر المومنین رضی اللہ عنہ اپنے دوست کو لڑکا پیدا ہونے کی بشارت دیجئے۔ امیر المومین کا لفظ جب ان صاحب کے کان میں پڑا تو وہ بڑے گھبرائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ گھبرانے کی بات نہیں۔ وہ ہانڈی خیمہ کے پاس رکھ دی کہ اس عورت کو بھی کچھ کھلا دیں۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اس کو کھلایا۔ اس کے بعد ہانڈی باہر دے دی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدو سے کہا کہ لو تم بھی کھاؤ۔ رات بھر تمہاری جاگنے میں گزر گئی۔ اس کے بعد اہلیہ کو ساتھ لے کر گھر تشریف لے آئے اور ان صاحب سے فرمایا کہ کل آنا تمہارے لئے انتظام کر دیا جائے گا۔

ہمارے زمانے کا کوئی بادشاہ یا رئیس نہیں، کوئی معمولی حیثیت کا مال دار بھی ایسا ہے جو غریب کی ضرورت میں مسافر کی مدد کے واسطے اس طرح بیوی کو رات کو جنگل میں لے جائے اور خود اپنے آپ چولھا دھونک کر پکائے۔ مال دار کو چھوڑیئے کوئی دین دار بھی ایسا کرتا ہے۔ سوچنا چاہئے کہ جن کے ہم نام لیوا ہیں اور ان جیسی برکات کی ہر بات میں امید رکھتے ہیں۔ کوئی کام بھی ہم ان جیسا کر لیتے ہیں کیا؟

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ وقف کرنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصاری مدینہ منورہ میں سب سے زیادہ اور سب سے بڑے باغ والے تھے۔ ان کا ایک باغ تھا جس کا نام بیرحا تھا۔ وہ ان کو بہت ہی زیادہ محبوب تھا۔ مسجد نبوی ﷺ کے قریب تھا۔ پانی بھی اس میں نہایت شیریں اور افراط سے تھا۔ محبوب دو جہاں ﷺ بھی اکثر اس باغ میں تشریف لے جاتے اور اس کا پانی نوش فرماتے۔ جب قرآن شریف کی آیت لن تنالو البر حتی تنفقو مما تحبون تم نیکی کے کامل درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو گے جو تم کو پسند ہیں۔ نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ محبوب دو جہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے اپنا باغ بیرحا سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ محبوب مال اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔ اس لئے وہ اللہ کے راستہ میں دیتا ہوں۔ آپ ﷺ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ فرما دیں۔ جان کائنات ﷺ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت ہی عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے اہل قرابت میں تقسیم کر دو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم فرما دیا۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا اپنے خادم کو تنبیہ کرنا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں۔ یہ بڑے زاہد تھے۔ مال نہ اپنے پاس جمع رکھتے تھے نہ یہ چاہتے تھے کہ کوئی دوسرا جمع رکھے۔ مالدار لوگوں سے ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔ اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے ربذہ میں رہنے لگے تھے جو جنگل میں ایک معمولی سی آبادی تھی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس چند اونٹ تھے اور ایک ناتواں ضعیف سا چرواہا تھا۔ جو ان کی خبر گیری کرتا تھا۔ اسی پر گزر تھا۔

بنی سلیم کے ایک شخص کا بیان ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ رندہ نامی ایک گاؤں میں رہتے تھے' وہاں ان کے اونٹ بھی رہا کرتے تھے تو میں نے عرض کیا کہ میں آپ کے پاس رہنا چاہتا ہوں' آپ کے فیوض حاصل کروں گا اور آپ کا چرواہا ضعیف العمر ہے' اس کی مدد کروں گا۔ فرمایا میرے پاس رہنے کے لئے سب سے بڑی شرط یہ ہے کہ جب میں کوئی چیز کسی کو دینے کیلئے مانگوں تو سب سے عمدہ چانٹ کر دو' میں نے یہ شرط منظور کر لی' ایک زمانہ تک ان کی خدمت میں رہا' ایک مرتبہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ اس گھاٹ پر جو لوگ آباد ہیں ان کو کھانے پینے کی تنگی ہے' مجھ سے فرمایا کہ ایک اونٹ میری اونٹوں میں سے لاؤ تو سب سے بہتر اونٹ ایک نر تھا مگر میں نے اسے چھوڑ دیا کہ اونٹوں میں جفتی کیلئے کم از کم ایک نر ضروری ہے' اس لئے اس کو چھوڑ کر اونٹنیوں میں جو سب سے بہتر تھی' اسے لے گیا۔ آپ کی نظر پڑ گئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے بدعہدی کی ہے' میں سمجھ گیا اور اس اونٹنی کو واپس لا کر وہ اونٹ دے گیا۔ آپ نے دو شخصوں سے فرمایا کہ آپ لوگ اتنی نیکی کریں کہ اسے ذبح کر کے اس کے گوشت کے اتنے ٹکڑے کر لیں کہ جتنے گھر اس گھاٹ پر آباد ہیں اور سب گھروں میں گوشت کا ایک ایک ٹکڑا پہنچا دو۔ میرے گھر کو بھی اس میں شمار کر لو ہمیں بھی اتنا ہی چاہئے جتنا کہ اور گھروں میں بھیجا جائے۔

جب گوشت کے ٹکڑے ہر گھر پہنچ گئے اور آپ تقسیم کے کام سے فارغ ہوئے تو مجھے بلایا اور فرمایا کہ مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ تم اپنے اقرار کو اس قدر جلد کیسے بھول گئے' میں نے عرض کی کہ میں بھولا تو نہ تھا لیکن آپ کی ضرورت کی وجہ سے سب مادہ اونٹوں میں صرف یہی ایک نر اونٹ ہے میں نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ فرمایا کہ محض میری ضرورت کی وجہ سے چھوڑ دیا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں' اس پر فرمایا کہ میں اپنی ضرورت کا وقت بتلاؤں؟ سنو! میری ضرورت کا وقت وہ ہے جب میں قبر کے گڑھا میں ڈالا جاؤں گا وہ میری محتاجی کا اصل دن ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبوب اور یہ اونٹ مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو کیوں نہ اس محبوب مال کو اللہ کے راستے میں خرچ کر کے بھلائی و فلاح کو اپنے لئے محفوظ نہ کر لوں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا قصہ

☆ محبوب دو جہاں ﷺ کے چچازاد بھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اول تو یہ سارا ہی گھرانہ اور خاندان بلکہ آل اولاد سخاوت' کرم' شجاعت' بہادری میں ممتاز ہے اور ہیں لیکن حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مساکین کے ساتھ خاص تعلق رکھتے تھے اور زیادہ اٹھنا بیٹھنا غربا ہی کے ساتھ ہوتا تھا۔ کفار کی تکالیف سے تنگ ہو کر اول حبشہ کی طرف ہجرت کی اور کفار نے وہاں بھی پیچھا کیا تو نجاشی کے یہاں اپنی صفائی پیش کرنا پڑی۔ وہاں سے واپسی پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور غزوہ موتہ میں شہید ہوئے۔ ان کے انتقال کی خبر جان کائنات ﷺ کو ہوئی تو ان کے گھر تعزیت کے طور پر تشریف لے گئے اور ان کے صاحبزادوں عبداللہ' عون اور محمد علیہم الرضوان کو بلایا۔ وہ سب کم عمر تھے۔ ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی۔ ساری ہی اولاد میں باپ کا رنگ تھا مگر عبداللہ رضی اللہ عنہ میں سخاوت کا مضمون بہت زیادہ تھا۔ اسی وجہ سے ان کا لقب قطب السخاء' سخاوت کا قطب تھا۔ سات برس کی عمر میں رحمت دو جہاں ﷺ سے بیعت ہوئی۔

انہی عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں سفارش کرائی۔ ان کی سفارش پر اس کا کام ہوگیا۔ تو اس نے نذرانہ کے طور پر چالیس ہزار درہم بھیجے۔ انہوں نے واپس کر دیئے کہ ہم لوگ اپنی نیکی کو فروخت نہیں کیا کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں سے دو ہزار درہم نذرانہ میں آئے۔ اسی مجلس میں تقسیم فرما دیئے۔ رات کو قبیلہ میں جو مہمان آجاتا تھا وہ ان کے یہاں سے کھانا پینا ہر قسم کی ضروریات پوری کرتا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ایک لڑائی میں شریک تھے' ایک دن اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی کہ میرا خیال یہ ہے کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا۔ تم میرا قرض ادا کر دینا اور فلاں فلاں کام کرنا۔ یہ وصیتیں کر کے اسی دن شہید ہو گئے۔ صاحبزادے نے جب قرضہ کا حساب کیا تو بائیس لاکھ درہم تھے اور یہ قرضہ بھی اس طرح ہوا تھا کہ امانت دار بہت مشہور تھے۔ لوگ اپنی امانتیں بہت کثرت سے ان کے پاس رکھتے لیکن آپ رضی اللہ عنہ یہ فرما دیتے کہ رکھنے کی جگہ تو میرے پاس نہیں البتہ یہ رقم قرض کے طور پر رکھ لیتا ہوں' جب تمہیں ضرورت ہو لے لینا۔ یہ کہہ کر اس کو صدقہ کر دیتے اور یہ بھی وصیت کی کہ جب کوئی مشکل پیش آئے تو میرے مولیٰ سے کہہ دینا۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مولیٰ کو نہ سمجھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے مولیٰ کون ہیں؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے تمام قرضہ ادا کر دیا۔ کہتے ہیں کہ جب کوئی دقت پیش آتی میں کہتا کہ اے زبیر کے مولیٰ فلاں کام نہیں ہوتا۔ وہ فوراً ہو جاتا۔ یہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میرے والد کے قرضہ کی فہرست میں تمہارے ذمہ دس لاکھ درہم لکھے ہیں۔ کہنے لگے کہ جب چاہو لے لو۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی میں دوبارہ گیا۔ میں نے کہا کہ وہ تو تمہارے ان کے ذمہ ہیں۔ کہنے لگے کہ میں نے معاف کر دیئے ہیں۔ میں نے کہا کہ میں معاف نہیں کراتا۔ کہنے لگے جب تمہیں سہولت ہو دے دینا۔ میں نے کہا کہ اس کے بدلہ میں زمین لے لو۔ غنیمت کے مال میں بہت سی زمین آئی ہوئی ہے۔ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا اچھا۔ میں نے ایک زمین ان کو دیدی۔ جو معمولی حیثیت کی تھی۔ پانی وغیرہ بھی اس میں نہیں تھا۔ انہوں نے فوراً قبول کر لی اور غلام سے کہا کہ اس زمین میں مصلیٰ بچھا دے۔ اس نے مصلیٰ بچھا دیا۔ وہاں دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر تک سجدہ میں پڑے رہے۔ نماز سے فارغ ہو کر غلام سے کہا کہ اس جگہ کو کھودو۔ اس نے کھودنا شروع کیا۔ ایک پانی کا چشمہ وہاں سے ابلنے لگا۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان کے انفاق و بے تحاشہ خرچ کرنے کے یہ چندہ واقعات میں نے بطور نمونہ اس جگہ نقل کر دیئے ہیں ورنہ یہ واقعات بے شمار ہیں۔

بزرگانِ دین کی سخاوت

حق پرست علماء اور اہل دل مشائخ کے انفاق وسخاوت اور ان کی حیرت انگیز قربانیوں کے تذکرہ سے تاریخ و رجال کی کتابیں بھری پڑی ہیں ہم اس جگہ چند ایک کا تذکرہ کر رہے ہیں۔

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا کہ میری ہتھیلی میں سوراخ ہے اس میں کوئی چیز نہیں

ٹھہرتی اگر ایک ہزار دینار بھی میرے پاس آئیں تو رات آنے سے پہلے ختم ہو جائیں گے۔

ان ربانی علماء اور اصفیاء مخلصین کے حالات زندگی میں ایثار و ہمدردی' بذل وعطا' سخاوت وفیاضی کے بے شمار واقعات ملتے ہیں۔ حضرت نظام الدین اولیاء دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ان کے خادم کا بیان ہے کہ آپ نہ تو افطار میں زیادہ تناول فرماتے نہ سحری میں کچھ رغبت کرتے' جب ہم عرض پرداز ہوتے کہ آپ سحری میں کچھ نہ کھائیں گے تو ضعف بہت بڑھ جائے گا' اس پر رونے لگے اور فرماتے کہ کتنے غریب اور بیکس مسجدوں کے کواڑوں اور چبوتروں پر بھوکے پڑے ہوتے ہیں اور فاقہ سے رات گزار دیتے ہیں' یہ میرے حلق سے کیسے اتر سکتا ہے؟ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو خدام سے فرمایا کہ اگر اقبال (خادم) نے کوئی چیز تقسیم سے بچالی ہے تو بروز محشر اسے خدا کے سامنے جواب دینا ہوگا۔ اقبال نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں چھوڑا ہے سب تقسیم کر دیا ہے۔

سید حسین کرمانی نے اطلاع دی ہے کہ غلہ کے سوا سب چیزیں تقسیم ہوگئی ہیں' آپ نے فرمایا کہ خلقت کو بلاؤ جب لوگ حاضر ہوئے تو فرمایا غلہ کے گودام توڑ دو اور اس میں سے سب غلہ بے تکلف اٹھالے جاؤ۔

☆ ایک مرتبہ شاہ فرخ سیر' نواب روشن الدولہ' نواب عبداللہ خاں کی طرف سے تین لاکھ روپیہ کی رقم پہنچی' آپ نے دیہات وقصبات کے شرفا اور اہل حاجت میں تقسیم کر دی۔

☆ علماء اسلام و بزرگان دین کے ذکر جمیل میں حضرت شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ جیسے عارف باللہ' شب زندہ دار' روحانیت کے علمبردار کا نام نامی لینا سب سے زیادہ موزوں ہے' ان پر زاہد خشک کا الزام غلط ہے' وہ بڑے صاحب خیر وخیر پسند عالم تھے' ان کے عاصر حافظ ابن فضل اللہ شہادت دیتے ہیں کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سونے چاندی اور مال واسباب کے ڈھیر آتے اور وہ سب کو تقسیم کر دیتے۔ ان کی داد ودہش اور انفاق' فیاضی کا یہ حال تھا کہ بعض اوقات اپنے کپڑے تک اتار کر سائل کو دے دیتے۔ حافظ ابن فضل اللہ لکھتے ہیں کہ وہ بکثرت صدقہ وخیرات کرتے اور جب کوئی چیز دینے کو نہ بچتی تو بعض اوقات اپنے کپڑے تک اتار کر اہل حاجت وفقراء کو دے دیتے۔

دراصل جود وسخاوت آپ کا خاص جوہر تھا کسی سائل کو واپس نہیں کرتے تھے۔ درم' دینار کپڑے' کتابیں جو بھی بروقت میسر ہوتا آپ دیتے۔ ہزار کی رقم آپ کے پاس آتی تو سب کے سب حاجتمندوں میں تقسیم کر دیتے۔ اگر کبھی کچھ پاس نہ ہوتا تو اپنا کپڑا اور کبھی اپنا کھانا بھی پیش کر دیتے۔ ایک شخص نے آپ کو سلام کیا' آپ نے محسوس کیا کہ ان کو پگڑی کی ضرورت ہے تو اپنے عمامہ کو پھاڑ کر نصف حصہ اس کو دے دیا اور نصف خود باندھ لیا۔

ایک بار آپ ایک گلی سے گذر رہے تھے' ایک فقیر نے آپ سے التجاء کی' آپ نے اپنی چادر اس کو دے کر فرمایا' اسے بیچ کر اپنے ضرورت پوری کرلو اور معذرت کی کہ اس وقت میرے پاس نقد پیسے موجود نہیں ہیں۔

ایک دفعہ کسی نے کہا کوئی کتاب دیدیجئے' فرمایا اپنی پسند کی لے لو' اس نے قرآن مجید کا وہ عمدہ نسخہ لے لیا جسے امام صاحب نے کافی قیمت سے خریدا تھا' بعض حاضرین کو ناگوار ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اس کے سوال کے بعد مجھے روکنا مناسب نہیں تھا۔

ایک صاحب کا بیان ہے کہ میں دمشق آیا تو میرے پاس خرچ کے لیئے کچھ نہیں تھا کسی سے جان پہچان بھی نہ

تھی۔ میں حیران پھر رہا تھا' یکا یک ایک شیخ تیزی سے میری طرف آئے اور سلام کیا اور میرے ہاتھ میں ایک تھیلی پکڑا دی اور کہا آپ اسے خرچ کریں اور اٹھ کر چلے گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ شیخ کون تھے؟ کہنے لگے ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ عجیب بات ہے کہ میرے سفر دمشق کی اصل غرض امام ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات ہی تھی۔

کتب اسلاف میں آپ کی سخاوت و انفاق کے بیشمار واقعات ملتے ہیں۔ حافظ شمس الدین ذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کے متعلق لکھا ہے کہ وحول حدا لا جوادا لا سخياء الذى يضرب بهم المثل یعنی جود وسخا میں مشہور لوگوں میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ آپ کی سخاوت کی مثال بیان کی جاتی تھی۔

خدا کی راہ میں خرچ نہ کرنے کا انجام بد

انسان کی ہمیشہ سے یہ فطرت رہی ہے کہ جب بھی اسے غربت نے ستایا' افلاس نے گھیرا تو بڑی بڑی دعائیں شروع کیں' لمبے لمبے وعدے کئے کہ اگر اللہ قادر وکریم نے مال دیا تو یہ نیکیاں کریں گے' راہ خدا میں خوب خرچ کریں گے لیکن جب اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول فرما کر اسے دولت سے نوازتا ہے تو پھر سب عہد واقرار بھول جاتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق ارشاد ہے۔ ومنهم من عاهد الله لئن اتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين فلما اتاهم من فضله بخلوابه وتولوا وهم معرضون فاعقبهم نفاق فى قلوبهم الى يوم يلقونه بما اخلفوا الله ما وعدوه وبما كانوا يكذبون الم يعلموا ان الله يعلم سرهم ونجواهم وان الله علام الغيوب یعنی اور بعض ان میں سے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اللہ کریم ہمیں مال دے گا تو ہم ضرور خیرات کریں گے اور نیکو کاروں سے ہوں گے' پھر جب اللہ کریم نے اپنے فضل سے ان کو دیا تو وہ بخل کر بیٹھے اور منہ موڑ کر ہٹ گئے بس ان کی بدکاری کی سزا میں اللہ تعالیٰ نے موت کے دن تک ان کے دلوں میں نفاق ڈال دیا کیونکہ انہوں نے اللہ سے وعدہ خلافی کی اور وہ جھوٹ بولتے رہے کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ ان کے پوشیدہ اسرار وسرگوشیاں جانتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمام غیوں سے آگاہ ہے۔

یہ آیت کریمہ ثعلبہ بن حاطب کے بارے میں اتری ہے' اس نے محبوب دو جہاں ﷺ سے درخواست کی کہ یارسول اللہ ﷺ میرے حق میں دعا کر دیجئے کہ میں خوب مالدار ہو جاؤں' محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا تھوڑا مال جس کا شکر یہ ادا کر سکو وہ بہتر ہے' اس زیادہ مال سے جو طاقت سے باہر ہو۔ لیکن وہ نہیں مانا اور اس نے کہا واللہ میری خواہش ہے کہ جب میں مالدار ہو جاؤں تو خوب دل کھول کر سخاوت کروں' غریبوں کو ان کا حق دوں' خدا کی راہ میں خوب خرچ کروں' محبوب دو جہاں ﷺ نے اس کے لیئے دعا فرما دی' اب دولت کی خوب ریل پیل شروع ہوئی' بکریاں خوب کثرت سے بڑھ گئیں یہاں تک کہ مدینہ ان کے رہنے کے لیئے تنگ ہو گیا' اب اس نے مدینہ سے باہر رہنا شروع کیا' ابتدائی زمانہ میں تو صرف ظہر وعصر کی نماز جماعت سے ادا کر سکا' رفتہ رفتہ یہ بھی غائب' پھر

جمعہ کو حاضری دینی شروع کی لیکن کاروبار میں اتنا مشغول ہوگیا کہ جمعہ بھی اب غائب ہونا شروع ہوگیا۔ اب دولت کے بڑھ جانے سے اسے کچھ دور اور جانا پڑا تھا' اب آنے جانے والے قافلوں سے پوچھ لیتا کہ اس دفعہ جمعہ کی نماز میں کیا بیان کیا گیا۔

ادھر صدقہ کی آیت واحکام نازل ہوئے کہ ان کے مالوں سے صدقہ لیجئے' رحمت دو جہاں ﷺ قبیلہ جہینہ اور قبیلہ سلیم کے دو آدمیوں کو وصول تحصیل کے لیئے بھیجا اور فرمایا صدقہ لے آؤ' دونوں آدمی ثعلبہ کے پاس پہنچے' جان کائنات ﷺ کا فرمان سنایا تو کہنے لگا واہ واہ یہ تو جزیہ کی بہن ہے اور بالکل ایسا ہی ہے جیسے کافروں سے وصول کیا جاتا ہے اچھا جاؤ لوٹتے ہوئے آنا۔

دوسرا شخص مسلمی تھا جب اسے معلوم ہوا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کے حسب منشاء صدقہ وصول کرنے آئے ہیں تو اس نے بڑی فراخدلی سے خوب موٹے موٹے جانور اپنی خوشی سے دے دیئے' اسی طرح تمام لوگوں سے وصول کرتے ہوئے جب لوٹے تو پھر ثعلبہ کے پاس آئے تو پھر اس نے کہا کہ ذرا مجھے وہ پرچہ دکھاؤ جو تمہیں دیا گیا ہے پڑھ کر کہنے لگا بھئی یہ تو صاف صاف جزیہ کی بہن ہے' اچھا تم لوگ جاؤ میں ذرا کچھ سوچ سمجھ لوں' جب یہ لوگ واپس آئے تو محبوب کریم ﷺ کو ثعلبہ کی حالت اور پوری کیفیت معلوم ہوئی۔ آپ ﷺ نے بہت افسوس ظاہر کیا ثعلبہ کے ایک قریبی رشتہ دار نے جب یہ سنا تو ثعلبہ سے جا کر کہا اور آیت کریمہ ومنهم من عهد الله لئن اتنا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصالحين بھی پڑھ کر سنائی۔

تب ثعلبہ آپ کے پاس دوڑا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا اللہ کے رسول ﷺ صدقہ قبول فرمالیجئے' آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا صدقہ قبول کرنے سے مجھ کو منع کر دیا گیا ہے' ثعلبہ اپنے سر پر خاک ڈالنے لگا۔ جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو تیرا ہی کیا دھرا ہے میں نے تجھ سے کہا تھا لیکن تو نہیں مانا' اب تیرا صدقہ قبول کرنا میرے بس کی بات نہیں' مجبوراً ثعلبہ واپس چلا آیا۔

پھر دوبارہ خلافت صدیقی کے زمانہ میں آیا اور کہنے لگا کہ آپ ہی میرا صدقہ قبول فرمالیجئے' محبوب دو جہاں ﷺ کے نزدیک میری جو عزت تھی اور انصار میں میرا جو مقام تھا اس سے تو آپ واقف ہی ہیں' آپ میرا صدقہ ضرور قبول کریں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب محبوب کبریاء ﷺ نے تیرا صدقہ قبول نہ کیا تو میری کیا مجال کہ میں اسے قبول کرسکوں' مجبوراً وہ پھر واپس چلا گیا۔

پھر دور فاروقی میں تیسری بار حاضر ہوا۔ ان سے بھی یہی کہنے لگا کہ میرے مقام ومنصب کا خیال کرتے ہوئے میرا صدقہ قبول کر لیجئے' سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی یہی جواب دیا کہ جب محبوب کبریاء ﷺ اور خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تیرا صدقہ قبول نہ کرسکے تو عمر میں یہ تاب کہاں؟ اب پھر واپس چلا گیا۔

اب خلافت عثمانیہ کی باری آئی تو آ کر کہنے لگا کہ آپ میرا صدقہ قبول کر لیجئے' سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ جب تمہارا صدقہ محبوب دو جہاں ﷺ اور ان کے دونوں خلیفہ علیہم الرضوان نے قبول نہ کیا تو میں کیسے قبول کروں؟ چنانچہ انہوں نے بھی قبول نہ کیا اور درمیان میں یہ شخص ہلاک ہوگیا۔

الغرض پہلے سخاوت کا وعدہ کیا تھا پھر دولتمند ہو کر اپنے وعدہ سے مکر گیا۔ وعدہ شکنی کر لی' وعدہ شکنی کے بدلے

اس کے دل میں نفاق پیوست ہو گیا جو اس وقت پوری زندگی تک اس کے ساتھ رہا' منافق کی یہ تین پہچان بتائے گئے ہیں۔اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اممن خان یعنی جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کر بیٹھے۔

اللہ کریم تو ہر ایک کے ظاہر و باطن کو خوب جانتا ہے' اسے پہلے ہی سے علم تھا کہ یہ صرف خیال بکواس ہے اگر خدا نے دولت دے دی تو یہ کریں گے وہ کریں گے اور خیرات دیں گے اور یہ نیکی کریں گے اور یوں شکر گذاری کریں گے' لیکن دلوں پر نگاہ رکھنے والا خوب جانتا ہے یہ وعدہ صرف طفل تسلی کی باتیں ہیں' دولت پاکر یہ خرمستیاں کریں گے' نفاق والی بات کریں گے وہ حاضر و غائب کا جاننے والا ہے' اسے ہر چھپے اور کھلے کا علم ہے۔

راہ خدا میں محبوب مال خرچ کرنے کا مبارک انجام

قرآن پاک میں جا بجا بتلایا گیا ہے کہ اللہ کے راستے میں جو کچھ بھی خرچ کیا جائے تو اللہ کریم کی طرف سے اس کا نعم البدل ضرور ملے گا۔ارشاد ہے۔قل ان ربی یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدلہ وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین یعنی اے محبوب ﷺ فرما دیجئے کہ میرا رب جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو کشادہ کرتا ہے جس کے لیئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم اس کے راستہ میں خرچ کرتے ہو اللہ اس کا جانشین بھیجتا ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بظاہر جو خرچ ہوتا ہے اس کی تلافی قدرت کی جانب سے کر دی جاتی ہے اور اس کا نعم البدل مہیا کر دیا جاتا ہے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے۔ان الذین یتلون کتاب اللہ واقاموا الصلوٰۃ وانفقو مما رزقناھم سراو علانیۃ یرجون تجارۃ لن تبوزلیوفیھم اجورھم ویدھم من فضلہ انہ غفور شکور یعنی بیشک وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ہم نے جو روزی ان کو دی ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ بھی اور ظاہر بھی وہ ایسی تجارت کی امید رکھتے ہیں جس میں خسارہ نہیں تاکہ خدا ان کو پوری پوری مزدوری دے اور اپنے فضل و کرم سے ان کو اور زیادہ دے بیشک اللہ بخشنے والا قدردان ہے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے۔من ذالذی یقرض اللہ قرضا حسنا فیضعفہ ولہ اجر کریم یعنی کون ہے وہ شخص جو اللہ کو قرض حسنہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا دیتے ہیں اور بہت اچھی مزدوری عطا کرتے ہیں۔

ان تمام آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ کی راہ میں جو کچھ نیک نیتی اور خوش دلی سے دیا جائے گا اللہ کی طرف سے اس پر کئی گنا اجر و ثواب ملتا ہے اور جو کچھ اخلاص سے خرچ کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کا بدل ہی نہیں بلکہ نعم البدل بھی دیتا رہتا ہے۔

اللہ کی راہ میں محبوب مال خرچ کرنے کے واقعات

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبون یعنی تم بھلائی اس وقت نہیں پا سکتے جب تک کہ تم اللہ کے راستہ میں محبوب مال خرچ نہ کرو۔صحابہ کرام و تابعین عظام نے محبوب مال خرچ کرنے

سے ذرا بھی دریغ نہیں کیا' اسی سلسلہ کے چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ شکر خرید کر غرباء میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ ایک دن آپ کے ایک غلام نے کہا کہ اگر شکر کے بجائے کھانا دیا جائے تو غرباء کو اس سے زیادہ نفع ہوگا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ خیال تو ٹھیک ہے لیکن اللہ کا ارشاد ہے لن تنالوا البر حتی تنفقو مما تحبون کہ محبوب مال خرچ کرنے پر نیکی ملے گی تو چونکہ مجھے شکر اور میٹھا ہی زیادہ پسند ہے اس لئے اس کو خرچ کرتا ہوں۔

انفاق قبل الموت

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیئے بڑھاپے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور ایسا خیال نہ کرنا چاہئے کہ ابھی خرچ کے لیئے بہت ٹائم ہے کبھی کچھ کر لیں گے' کیونکہ موت تو اچانک بھی آجاتی ہے اور کسی کو موقع نہیں دیتی۔ ارشاد فرمایا۔ وانفقو مما رزقنا کم من قبل ان یاتی احد کم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق واکن من الصالحین ولن یوخر الله نفسا اذا جاء اجلها والله خبیر بما تعملون یعنی خرچ کرو اس چیز میں سے جو ہم نے تم کو روزی دی ہے اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے پس وہ کہنے لگے کہ اے رب تو نے ہم کو قریبی مدت کے لیئے کیوں نہ ڈھیل دی' پس میں صدقہ کرتا اور نیک لوگوں میں سے بن جاتا اور اللہ کسی جان کو ڈھیل نہ دے گا جبکہ اس کی موت آجائے گی اور اللہ تعالیٰ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔

الغرض قرآن کریم میں بار بار تنبیہ کی گئی ہے کہ موت کا وقت ہر شخص کے لیئے مقرر ہے اس میں ذرا بھی تقدیم و تاخیر نہیں ہوسکتی' آدمی سوچتا رہتا ہے کہ فلاں چیز کو صدقہ کروں' فلاں چیز کو وقف کروں مگر وہ سوچ اور فکر میں رہتا ہے اور یکایک موت آجاتی ہے' اس لئے تجویزوں اور مشوروں میں پھنس کر تاخیر نہ کرنی چاہئے اور یہ بات بھی خوب یاد رکھنی چاہئے کہ ضرورت کے وقت خرچ کرنے کا زیادہ ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے خرچ میں یہ تفریق کر دی ہے کہ جن حضرات نے فتح مکہ سے پہلے خرچ کیا ان کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ ارشاد ہے لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ایثار و سخاوت

ایک دفعہ قبیلہ بنوسلیم کے ایک بہت بوڑھے آدمی محبوب دوجہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ محبوب دوجہاں ﷺ نے انہیں دین کے ضروری احکام و مسائل بتائے اور پھر ان سے پوچھا۔ ''کیا تمہارے پاس کوئی مال بھی ہے؟'' انہوں نے عرض کیا۔ ''یارسول اللہ ﷺ ہے اللہ کریم کی بنوسلیم کے تین ہزار آدمیوں میں سے سب سے زیادہ غریب اور محتاج میں ہی ہوں۔'' رحمت دوجہاں ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ ''تم میں سے کون اس مسکین کی مدد کرے گا؟'' حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ

اٹھے اور کہا۔''یارسول اللہ ﷺ میرے پاس ایک اونٹنی ہے جو میں اس کو دیتا ہوں۔'' حاکم دوجہاں ﷺ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس کا سرڈھانک دے؟ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اٹھے اور اپنا عمامہ اتار کر نو مسلم اعرابی کے سر پر رکھ دیا۔ پھر جان کائنات ﷺ نے فرمایا۔ کون ہے جو اس کی خوراک کا بندوبست کرے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو ساتھ لیا اور ان کی خوراک کا انتظام کرنے لگے۔ چند گھروں سے دریافت کیا لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ آخر سیدنا حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے مکان کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا۔ کون ہے؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ بیان کیا اور التجا کی اے سچے رسول ﷺ کی بیٹی! اس مسکین کی خوراک کا بندوبست کیجئے۔ سیدہ عالم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ اے سلمان خدا کی قسم! آج سب کو تیسرا فاقہ ہے۔ دونوں بچے بھوکے سوئے ہیں، لیکن سائل کو خالی ہاتھ نہ جانے دوں گی، جاؤ یہ میری چادر شمعون یہودی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ کی یہ چادر رکھ لو اور اس کے عوض اس مسکین کو کچھ خوراک دے دو۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اعرابی کو ساتھ لے کر شمعون کے پاس پہنچے اور اس سے تمام کیفیت بیان کی۔ وہ دریائے حیرت میں غرق ہو گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے اس واقعہ کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا۔

اے سلمان (رضی اللہ عنہ) خدا کی قسم یہ وہی لوگ ہیں جن کی خبر تورات میں دی گئی ہے۔ تم گواہ رہنا کہ میں فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے باپ (ﷺ) پر ایمان لایا۔

اس کے بعد کچھ غلہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیا اور چادر بھی واپس بھیج دی۔ وہ حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے پاس واپس آئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ سے اناج پیسا اور جلدی سے اعرابی کے لیئے روٹیاں پکا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو دیں۔ انہوں نے کہا اے میرے آقا کی لخت جگر ان میں سے کچھ بچوں کے لیئے رکھ لیجئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ اے سلمان رضی اللہ عنہ جو چیز میں راہ خدا میں دے چکی وہ میرے بچوں کیلئے جائز نہیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ روٹیاں لے کر محبوب دوجہاں ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے وہ روٹیاں اعرابی کو دے دیں اور پھر حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کے سر پر اپنا دست شفقت پھیرا۔ آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی۔ یاالٰہی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تیری بندی ہے اس سے راضی رہنا۔

☆ ایک دفعہ کسی نے سیدہ النساء رضی اللہ عنہا سے پوچھا چالیس اونٹوں کی زکوۃ کیا ہو گی؟ سیدہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا۔ تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر میرے پاس چالیس اونٹ ہوں تو میں سارے ہی راہ خدا میں دے دوں۔

☆ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ایک وقت کے فاقہ کے بعد ہم سب کو کھانا میسر ہوا۔ والد بزرگوار حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حسین رضی اللہ عنہ اور میں کھا چکے تھے لیکن والدہ ماجدہ نے ابھی نہیں کھایا تھا۔ انہوں نے ابھی روٹی پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے صدا دی۔ اے اللہ

کے رسول (ﷺ) کی بیٹی میں دو وقت سے بھوکا ہوں' میرا پیٹ بھر دو۔ والدہ محترمہ نے فوراً کھانے سے ہاتھ اٹھالیا اور مجھ سے فرمایا۔ جاؤ یہ کھانا سائل کو دے آؤ' مجھے تو ایک ہی وقت کا فاقہ ہے اور اس نے دو وقت سے نہیں کھایا۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ساری رات ایک باغ سینچا اور اجرت میں تھوڑے سے جو حاصل کیئے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان کا ایک حصہ لے کر آٹا پیسا اور کھانا تیار کیا۔ عین کھانے کے وقت ایک مسکین نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا۔ میں بھوکا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ سارا کھانا اسے دے دیا پھر باقی اناج میں سے کچھ حصہ پیسا اور کھانا تیار کیا۔ اس مرتبہ ایک مشرک قیدی نے اللہ کریم کی راہ میں کھانا مانگا۔ سب کھانا اس کو دے دیا۔ غرض سب اہل خانہ نے اس دن فاقہ کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا ایسی پسند آئی کہ اس گھر کے قدسی صفات مکینوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا (الدھر) اور وہ اللہ کریم کی راہ میں مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اللہ کریم بطفیل محبوب کریم ﷺ ہم سب کو ان لوگوں کی محبت اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین طه ویٰسین ﷺ۔

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا   ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم اے اسلامیات)

کی عالمانہ ' عارفانہ ' عاشقانہ ' چند تحریریں

وسیلہ محبوب ﷺ	گریہ محبوب ﷺ
بزم محبوب ﷺ	عشق خیرالوری ﷺ
اطاعت محبوب ﷺ	جنت کے مالک
شان غوث اعظم رضی اللہ عنہ	راحت دو جہاں ﷺ
لفظ ولی کا معنی و مفہوم	قلب سلیم
عقیدت کے پھول	آئینہ جمال کبریاء ﷺ
بنا کے مصور نے توڑا قلم	محبت اور علامات محبت
آداب محبت	صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقائد
درس محبت	اسلاف کا عشق
اسلاف کا اخلاق	اسلاف کا شوق علم
حقیقت عظمت	حقیقت عشق

بزمِ عشاق کا پیغام دنیا کے تمام والدین کے نام

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے احکامات و ممنوعات کے بارے میں بتا دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور ناپسندیدہ کاموں کے بارے میں بتا دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو محبوب کریم ﷺ کی تعلیمات کے عین مطابق زندگی بسر کرنے کا پابند بنا دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو نیکی' بدی سے آگاہ کر دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو حلال روزی کے فوائد اور حرام کمائی کے نقصانات سے آگاہ کر دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو ناانصافی' دوسروں کی حق تلفی' دوسروں کے مال پر نگاہ رکھنے' دوسروں کی تذلیل کرنے اور دوسروں پر ظلم کرنے جیسے گناہوں سے باز رہنے کے لئے تیار کر دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو آخرت کی ابدی نعمتوں کے بارے میں آگاہ کر دیا ہے؟

☆ کیا آپ نے اپنے بچوں کو جہنم کے دردناک عذاب سے بچنے کے گر سکھا دیئے ہیں۔

اگر آپ نے اب تک ان باتوں سے غفلت کی ہے تو فوراً یہ تمام تعلیمات اپنے بچوں تک پہنچائیں' اپنی ذمہ داری نبھائیں' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے دنیوی معاشرہ سنوارنے میں اپنا کردار ادا کریں اور اپنی اور اپنے بچوں کی آخرت سنواریں۔

فیضان پیر سیال لجپال

یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام، مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض، آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے

جامعہ شیخ الاسلام آستانہ عالیہ چشتیہ زمانیہ
نیو پٹھان والا جنگ روڈ فیصل آباد

اوقات ملاقات
عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

03176337720